عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۲۰ تا ۲۶ رمضان ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۱۷ء | شمارہ:۲۳

امیر المؤمنین
حضرت علی
کرم اللہ وجہہ

کمالات و خصائص

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

ماہ نزول قرآن

دینی اصطلاحات کا اجتماعی مفہوم

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حقوق العباد کی ادائیگی کس طرح کی جائے؟

س:...... چار آدمی آپس میں مشترکہ کاروبار کرتے تھے، میں ان کے ساتھ ملازم تھا، حساب کتاب میرے ہاتھ میں تھا، کچھ دنوں تک میں بڑی ذمہ داری سے کام کرتا رہا۔ بعد میں ہر روز ان کے حساب سے ۲۰۰، ۳۰۰ روپے اپنے جیب میں رکھتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد ان کی رقم میں سے میرے پاس لاکھ سوا لاکھ روپے جمع ہوا۔ یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے، اب اللہ کے فضل وکرم سے میں نے تبلیغ میں چار ماہ لگائے ہیں تو اب مجھے احساس ہوا کہ یہ تو حقوق العباد ہیں، حقوق اللہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے توبہ سے، اپنے رحم سے مگر حقوق العباد تو اللہ بغیر معافی یا بغیر حق دیئے معاف نہیں فرمائیں گے۔ تو بات یہ ہے کہ میرا تو گھر کا خرچہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے، اگر میں کسی سے قرض لے کر حق والوں کا ان کا حق ادا کروں تو بعد میں وہ قرض کس طرح ادا کروں گا؟ شریعت مطہرہ میں اس کی تلافی میں حق دینے اور معافی مانگنے کے علاوہ کوئی اور صورت بھی ہے، جس سے میں اس گناہ سے پاک ہوجاؤں اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں؟

ج:...... واقعتاً آپ نے صحیح لکھا ہے کہ حقوق العباد صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوتے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق ادا کردیا جائے ماشاء اللہ! حقوق العباد کی ادائیگی کا یہ نیک جذبہ اور خالص دینی سوچ بہت ہی قابل قدر ہے، اللہ رب العزت آپ کے نیک جذبے کو اور بڑھادے آمین۔ جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اولاً اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو سب سے پہلے صاحب حق اگر زندہ ہوں ورنہ ان کے ورثا کے پاس جاکر ان سے صحیح صورت حال بیان کریں اور ساتھ ہی اپنی مذکورہ مجبوری کا بھی ذکر کردیں پوری صورت حال سے آگاہی کے بعد اگر وہ معاف کردیتے ہیں تو ٹھیک ہے، آپ کا ذمہ اس بار گراں سے بَری ہوجائے گا لیکن اگر وہ معاف نہیں کرتے تو بصورت دیگر کسی سے قرض حسنہ لے کر ان کو یکمشت ان کا حق ادا کردیں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر اصل مالکان یا ان کے ورثا سے بات کرکے حسب استطاعت تھوڑی تھوڑی رقم ان کو ادا کردی جائے، لیکن اگر مالکان یا ان کے پسماندگان کو اصل صورتِ حال سے آگاہ کرنے کی صورت میں کسی بڑے فتنہ وفساد یا سائل کی بے عزتی کا قوی اندیشہ ہو (جیسا کہ سائل نے زبانی طور پر راقم کو بتایا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا ہے کہ اصل مالکان کا انتقال ہوچکا ہے ان کے پسماندگان میں اولاد وغیرہ ہیں اور ان کو تفصیل بتانے کی صورت میں مذکورہ پریشانیوں کا سامنا کرنا یقینی ہے، اگر سائل کا بیان واقعتاً درست اور حقیقت پر مبنی ہے) تو ایسی صورت میں سائل دل میں پکا ارادہ کریں کہ جب بھی اللہ رب العزت مجھے مالی وسعت دیں گے تو میں ضرور حق داروں کو ان کا حق ادا کروں گا، اگر سائل کی مالی حیثیت مناسب ہوجائے تو یہ حق داروں کا حق ان کو یا اس کے پسماندگان کو (شرعی ورثاء) پہنچادے اور اگر ان کو براہ راست ادائیگی میں واقعتاً کسی فتنہ وفساد اور بے عزتی وغیرہ کا اگر یقین ہو تو پھر کسی اور نام سے ان کو ان کا حق دیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر خفیہ طور پر اصل مالکان کے ایصالِ ثواب کے لئے مذکورہ رقم صدقہ کرکے ان کی ارواح کو ثواب پہنچانے کی نیت کریں۔ امید ہے کہ اس طرح کرنے سے آپ کا ذمہ بری ہوجائے گا اور اگر بالفرض سائل زندگی بھر مالی تنگدستی میں مبتلا رہے اور مذکورہ حق کی ادائیگی کی کوئی ممکنہ صورت نہ ہو تو پھر اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے، ممکن ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ساتھ معافی کا معاملہ ہوجائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد:۳۶ ۲۰ تا ۲۶ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ر جون ۲۰۱۷ء شمارہ:۲۳

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

حضرت مولانا ریاست علی بجنوریؒ کی رحلت!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ماہِ رمضان... ماہِ نزولِ قرآن	۷	بریگیڈیئر (ر) حافظ فیوض الرحمٰن
امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ.....	۱۲	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
دینی اصطلاحات کا اجمالی مفہوم	۱۷	مولانا زاہد الراشدی
زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ	۱۹	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
تبصرۂ کتب	۲۳	مولانا سیّد محمد زین العابدین
کراچی میں مفتی محمد راشد مدنی کے تبلیغی پروگرام	۲۴	مولانا مفتی عادل غنی
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۳۸)	۲۵	حافظ عبیداللہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بیمار کی عیادت اور مصائب پر صبر

حدیث قدسی ۱۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے (جس کو بخار چڑھا ہوا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ بخار میری آگ ہے، میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں اس کو مسلط کر دیتا ہوں تاکہ دوزخ کی آگ کا بدلہ ہو جائے اور قیامت میں اس کو آگ کی تکلیف نہ ہو۔ (احمد، ابن ماجہ، بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ بخار کی گرمی اور حرارت دوزخ کی آگ سے محفوظ ہونے کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں تکلیف پہنچاتا ہے تاکہ اس کے حصے کی آگ قیامت میں ٹھنڈی ہو جائے۔

حدیث قدسی ۱۶: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب کسی بندے کا لڑکا مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ فرشتے اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے پھر اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: تیرے بندے نے تیری تعریف کی، الحمدللہ! کہا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ دل کا پھل یعنی اس کی تمناؤں اور امیدوں پر تم نے پانی پھیر دیا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب اللہ کی ملک ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے۔

حدیث قدسی ۱۷: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک کچا بچہ ابھی قیامت میں اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا، اس بچے کو کہا جائے گا: اے جھگڑالو بچے! جا اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا۔ وہ ان دونوں کو آنول نال کے ساتھ گھسیٹے گا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو جنت میں لے جائے گا۔ (ابن ماجہ)

حدیث قدسی ۱۸: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کامل مومن ہر موقع پر میرے سامنے خیر اور نیکی ہی پیش کرتا ہے۔ میں اس کے دونوں پہلوؤں میں سے اس کی جان کھینچتا ہوں اور وہ میری حمد بیان کرتا ہے۔ یعنی کیسی ہی مصیبت ہو یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ میری تعریف ہی کرتا ہے۔

اقامت

س:...... کیا اقامت کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اقامت کی ریکارڈنگ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟

ج:...... نہیں! اقامت کہے جانے کے تمام موقعوں پر کسی نہ کسی انسان (عاقل، بالغ مرد) سے اقامت کہلوانی ہوگی۔

س:...... کیا اذان واقامت کہتے ہوئے اس کے جملوں کے آخری حرف کی حرکت بھی پڑھنی چاہئے؟

ج:...... نہیں! تمام جملوں کے آخری حروف کو ساکن یعنی اس پر جزم پڑھنا چاہئے، مثلاً "اللہ اکبر" پڑھتے ہوئے "اللہ اکبر" کے آخری حرف پر (جزم) پڑھنا چاہئے ایسے ہی تمام جملوں کے آخری حروف ساکن ہی پڑھنے چاہئیں۔

<u>نمازیوں سے متعلق استعمال ہونے والی اصطلاحات (خاص مفہوم)</u>

س: نماز کے حوالے سے نمازیوں سے متعلق استعمال ہونے والی اصطلاحات کیا کیا ہیں؟

ج: نمازیوں سے متعلق استعمال ہونے والی اصطلاحات (خاص مفہوم) درج ذیل ہیں:

منفرد: تنہا (اکیلے) نماز پڑھنے والے کو منفرد کہتے ہیں۔

جماعت: کسی امام کے پیچھے سب لوگ مل کر اس کی اقتدا میں نماز پڑھیں اسے جماعت کہتے ہیں۔

امام: جس کے پیچھے اس کی اقتدا میں نماز پڑھی جائے (جو جماعت کرائے)۔

مقتدی: امام کے پیچھے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے کو مقتدی کہتے ہیں۔

مدرک: جس شخص کو پوری نماز امام کی اقتدا میں مل جائے یا جو شروع سے آخر تک جماعت میں امام کی اقتدا میں شریک ہوا سے مدرک کہتے ہیں۔

مسبوق: جس شخص کی جماعت کی کچھ رکعتیں چھوٹ جائیں جسے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرتا ہے اس شخص کو مسبوق کہتے ہیں۔

لاحق: جو امام کے ساتھ اس کی اقتدا میں جماعت میں شریک تھا لیکن درمیان میں وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے جماعت سے نکل گیا اور نیا وضو کرکے دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے ایسے شخص کو لاحق کہتے ہیں۔ لاحق کے جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ بڑی کتابوں سے معلوم کریں۔

خلیفہ: امام نماز پڑھاتے ہوئے کسی عذر کی وجہ سے خود نماز توڑ کر چلا جائے اور اپنی جگہ کسی کو امام بنادے، اس شخص کو خلیفہ یا نائب کہتے ہیں۔

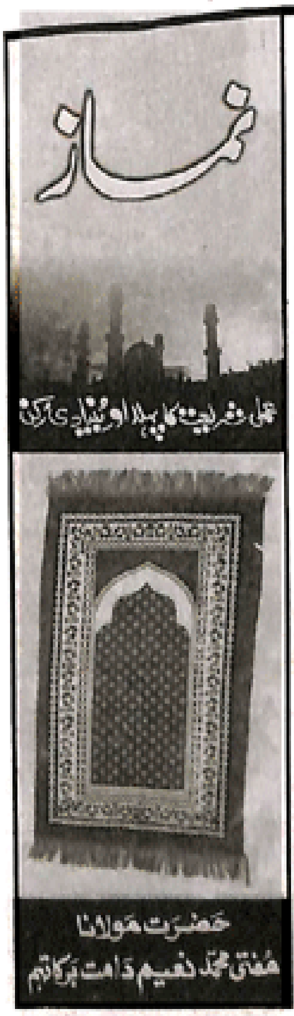

محمد اعجاز مصطفی

حضرت مولانا ریاست علی بجنوریؒ کی رحلت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث، جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر، ترانۂ دارالعلوم دیوبند کے تخلیق کار، محدثِ عصر، استاذ العلماء حضرت مولانا ریاست علی بجنوری اس دنیائے رنگ وبو میں ۷۵ بہاریں گزار کر ۲۳؍شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ سحری کے وقت رحلت فرمائے عالم آخرت سدھار گئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ماأخذ ولہٗ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرت مولانا ریاست علی بجنوریؒ ۹؍مارچ ۱۹۴۰ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے، آپ کا آبائی وطن موضع حبیب والا ضلع بجنور ہے۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے پھوپھا مولانا سلطان الحق بجنوری (ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند) کے ہم راہ ۱۱ برس کی عمر میں ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ ۷ سال تک تعلیم حاصل کر کے ۱۹۵۸ء میں دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد بھی حضرت مولانا فخرالدین صاحب مرادآبادیؒ کی آغوش تربیت میں رہ کر برسوں استفادہ کیا اور اپنے استاذ محترم کے درس بخاری کی تقریروں کو مرتب کر کے ایضاح البخاری کے نام سے شائع کرنا شروع کیا۔ ۱۹۷۲ء میں دارالعلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔ کچھ برسوں تک تدریس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ دارالعلوم کی ادارت کی ذمہ داری بھی انجام دی، ۱۴۰۵ھ میں مجلس شوریٰ نے آپ کو مجلس تعلیمی کا ناظم مقرر کیا، ۱۴۰۸ھ میں آپ کو شیخ الہند اکیڈمی کا نگراں مقرر کیا گیا۔

نماز جنازہ میں بڑی تعداد میں دیوبند و بیرون دیوبند کے علماء و طلباء و عوام نے شرکت کی۔ مولانا ریاست علی بجنوری تقریباً گزشتہ ۴۵ سال سے دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس اپنی علمی، اصلاحی اور ترتیبی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد ادارہ کی علمی و انتظامی ترقی میں آپ کا زبردست کردار رہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے تحریری امور کی ذمہ داریوں کے ساتھ مولانا مرغوب الرحمٰنؒ کے دور میں ادارہ کے کلیدہ عہدوں پر فائز رہے اور طویل مدت

تک شعبہ تعلیمات کے ناظم کی ذمہ داریاں انجام دیں۔ مرحوم کا اردو ادب سے بھی کافی گہرا رشتہ تھا، آپ ترانہ دارالعلوم دیوبند کے تخلیق کار ہیں اور اپنے استاذ حضرت مولانا فخر الدینؒ کے درس بخاری ایضاح البخاری کے مرتب بھی ہیں، جس کی تقریباً ۱۰ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ تصنیف وتالیف کا زبردست شوق رکھتے تھے اور اپنے سے چھوٹوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

گزشتہ نصف صدی پر محیط آپ کی دینی، علمی، اصلاحی اور تربیتی خدمات کے سبب آج پورے عالم میں آپ کے ہزاروں شاگرد قال اللہ اور قال رسول کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ عام سا رہن سہن اور سادہ زندگی مولانا کا خاصہ تھی۔ مرحوم عہد حاضر کے پایہ بزرگ اور معتبر ادیبوں میں صف اول کی حیثیت رکھتے تھے۔ ترانہ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ نغمات سحر کے نام سے آپ کا ایک مجموعہ کلام بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے بھی آپ کی اعلیٰ خدمات ہیں اور فی الوقت جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر کے طور پر آپ نمایاں طور پر سماجی و اصلاحی کاموں میں حصہ دار تھے۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ فی الوقت دارالعلوم دیوبند کے اکثر اساتذہ کا آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔ مولانا مرحوم ویسے کافی عرصہ سے مختلف امراض میں مبتلا تھے مگر علاج ومعالجہ کے سہارے وہ مسلسل دارالعلوم آکر درس وتدریس کی خدمات نمایاں طور پر انجام دے رہے تھے۔ مرحوم کا انتقال دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند کے ایک باب کا خاتمہ ہے۔ پسماندگان میں چار بیٹے ہیں۔ نماز جنازہ بعد نماز ظہر احاطہ مولسری میں جمعیۃ علماء ہند کے صدر قاری محمد عثمان منصور پوری دامت برکاتہم نے ادا کرائی۔ بعد ازیں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں قبرستان قاسمی میں تدفین عمل میں آئی۔

اس موقع پر جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم نے دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مولانا ریاست علی بجنوریؒ کے سانحہ ارتحال پر مدینہ منورہ سے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کو ”موت العالم موت العالم“ قرار دیا ہے۔

مولانا مدنی نے کہا کہ مولانا بجنوری مرحوم کی وفات سے علمی دنیا میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا ناممکن نہ سہی، لیکن مشکل ضرور ہے۔ مولانا مدنی نے مرحوم کے ورثاء، اقرباء اور متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں مولانا مرحوم کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کی ہے۔ نیز جماعتی رفقاء، ارباب مدارس، طلباء عزیز اور عام مسلمانوں سے مولانا کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کی اپیل کی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، نائب امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب، حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور تمام مبلغین وکارکنان ختم نبوت حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب کی وفات کو علمی دنیا کے لئے عظیم سانحہ قرار دیتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے اور مرحوم کی جملہ حسنات کو قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ماہِ رمضان... ماہِ نزولِ قرآن

ڈاکٹر بریگیڈیئر (ر) حافظ قاری فیوض الرحمٰن

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ دیگر الہامی کتابوں کے برعکس بعض علماء کرام کے نزدیک اس کے ننانوے کے قریب صفاتی نام ہیں جو اس کی عظمت وفضیلت اور بلندیٔ مرتبہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں، ان میں سے چھ نام زیادہ مشہور ہیں:

۱:... الکتاب: اللہ تعالیٰ کی کتاب۔

”ذلک الکتاب لا ریب فیہ هدی للمتقین۔“ (البقرہ:۲)

ترجمہ: ”یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلامِ الٰہی ہے، اللہ سے) ڈرنے والوں کی راہنما ہے۔“

۲:... القرآن: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن هدی للناس۔“ (البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: ”رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا، جو لوگوں کا راہنما ہے۔“

۳:... الذکر: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون۔“ (الحجر:۹)

ترجمہ: ”بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔“

۴:... الوحی: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”قل انما انذرکم بالوحی۔“ (الانبیاء:۴۵)

ترجمہ: ”کہہ دو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نصیحت کرتا ہوں۔“

۵:... الفرقان: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔“ (الفرقان:۱)

ترجمہ: ”وہ اللہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ جہان والوں کو انجام سے ڈرائے۔“

۶:... الروح: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا۔“ (الشوریٰ:۵۲)

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے قرآن بھیجا ہے۔“

نزولِ قرآن:

قرآن مجید لوحِ محفوظ سے یکبارگی بیت العزت آسمانِ دنیا پر اتارا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”بل ھو قرآن مجید o فی لوح محفوظ o۔“ (البروج:۲۱،۲۲)

ترجمہ: ”بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوحِ محفوظ میں ہے۔“

ان دو آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید لوحِ محفوظ میں موجود تھا، کس کیفیت میں تھا؟ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا، ہمارا کام بس یہی ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کریں۔

اور یہ نزول رمضان کی شب قدر میں ہوا، شب قدر کو سورۂ دخان میں مبارک رات کا نام بھی دیا گیا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ۔“ (البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: ”رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا، جو لوگوں کا راہنما ہے اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق وباطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔“

”انا انزلناہ فی لیلة القدر۔“ (القدر:۱)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔“

”انا انزلنا فی لیلة المبارکة۔“ (الدخان:۳)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں نازل فرمایا۔“

ان تینوں آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید یکبارگی رمضان کی مبارک رات ”قدر“ میں نازل ہوا، پھر اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً تیئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا اترتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا۔“ (الفرقان:۳۲)

ترجمہ: ”اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن

ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا، اس طرح آہستہ آہستہ اس لئے اتارا گیا کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور اسی واسطے ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔“

اگر غور کروگے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعتاً (یکبارگی) نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے۔ مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا۔ سمجھنے میں سہولت رہی۔ کلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن نصائح و حکم کی رعایت اس میں کی گئی تھی، لوگ موقع بموقع ان کی تفاصیل پر مطلع ہوتے رہے، ہر آیت کے جداگانہ شانِ نزول کو دیکھ کر اس کا صحیح مطلب متعین کرنے میں مدد ملی، ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا بروقت جواب ملتے رہنے سے پیغمبر اور مسلمانوں کے قلوب تسکین پاتے رہے اور ہر آیت کے نزول پر گویا دعوائے اعجاز کی تجدید ہوتی رہی۔ اس سلسلہ میں جبریل کا بار بار آنا جانا ہوا جو ایک مستقل برکت تھی۔ (فوائد عثمانی)

”وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ
عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا۔“
(بنی اسرائیل:۱۰۶)

ترجمہ: ”اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کرکے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔“

انزال قرآن سے مقصود اصلی مطلب سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہے جسے تدبر و تذکر کہتے ہیں لیکن اس کے نفس الفاظ و حروف بھی نور و برکت سے خالی نہیں۔

”كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ
لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔“
(سورۂ ص:۲۹)

ترجمہ: ”یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔“

اسی لئے سورتیں اور آیات جدا جدا رکھیں تاکہ وظیفہ کے طور پر تلاوت کرنا بھی سہل ہو اور سننے والوں کے لئے حفظ و فہم میں بھی آسانی رہے اور آہستہ آہستہ اس لئے اتارا کہ جیسے حالات پیش آئیں ان کے مناسب ہدایات حاصل کرتے رہیں تاکہ وہ جماعت جسے آگے چل کر دنیا کا معلم بننا تھا ہر آیت و حکم کے موقع محل کو بخوبی ذہن نشین کرکے یاد رکھ سکے اور آنے والی نسلوں کے لئے کسی آیت کے بے موقع استعمال کرنے کی گنجائش نہ چھوڑے۔ (فوائد عثمانی)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سب سے پہلی وحی جو آپ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ بصورت رویائے صالحہ (سچے خواب) تھی۔ آپ علیہ السلام جو خواب دیکھتے وہ صبح کے روشن اجالے کی طرح سچ نکلتا تھا، پھر آپ علیہ السلام کو تنہائی محبوب ہوگئی، غارِ حرا میں جاکر آپ علیہ السلام تنہا کچھ دن بسر کرتے تھے اور گھر آنے سے پہلے کئی کئی شب عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی ساتھ لے جاتے تھے، جب وہ سامان ختم ہوجاتا تو گھر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آتے اور پھر نیا سامان لے کر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے، یہاں تک کہ غار میں ہی حق آپ علیہ السلام کے سامنے آیا اور وہ فرشتہ آپ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اس نے کہا: ”پڑھ“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر اتنا دبایا کہ میں تھک گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اقرأ ”پڑھ“ میں نے پھر وہی جواب دیا (ما انا بقارئ) کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ اب اس فرشتہ نے مجھ کو پکڑ لیا اور پھر دبایا یہاں تک میں تھک گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ○
خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اقْرَأْ وَرَبُّكَ
الْأَكْرَمُ ○ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ
الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○“ (سورۂ علق:۱تا۵)

ترجمہ: ”پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے، پڑھ اور تیرا رب بزرگ اور کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“

آپ علیہ السلام ان آیات کے ساتھ گھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے۔ قلب مبارک لرز رہا تھا۔ فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو آپ علیہ السلام کو کمبل اوڑھا دیا گیا یہاں تک کہ ڈر کی وہ حالت جاتی رہی۔ حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، پھر حضرت خدیجہؓ نے کہا: ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ علیہ السلام تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں محتاجوں کے لئے کماتے ہیں، پھر حضرت خدیجہؓ آپ علیہ السلام کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں، ورقہ ایام جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے اور انجیل کو حسب توفیق عبرانی میں لکھا کرتے تھے اور کافی بوڑھے ہوگئے تھے۔ ان سے حضرت خدیجہؓ نے کہا: بھائی! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے کہا: بتائیں۔ اس پر آپ علیہ السلام نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ سنایا۔ ورقہ بولے: یہ وہی ناموس (محرم راز) ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں اس وقت جوان ہوتا، اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ آپ

علیہ السلام نے پوچھا: کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! جو چیز تم لے کر آئے ہو وہ ایسی ہے کہ جو کوئی بھی اس کو لے کر آیا اس کے ساتھ دشمنی کی گئی، اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔ اس واقعہ کو پیش آئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

(بخاری، کتاب الوحی)

پہلی اور آخری وحی:

پہلی وحی تو سورۂ علق کی پہلی ابتدائی پانچ آیات تھیں اور آخری وحی:

"وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔" (البقرہ:۲۸۱)

ترجمہ: "اور اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔"

اس وحی کے بعد آپ علیہ السلام کل نو دن دنیا میں رہنے کے بعد وصال فرما گئے۔

مکی اور مدنی سورتیں:

نبوت کے بعد تیرہ سال تک آپ علیہ السلام کا قیام مکہ مکرمہ میں رہا، آپ علیہ السلام کے مکی دور میں ہجرت سے پہلے جو سورتیں نازل ہوئیں وہ مکی اور جو ہجرت کے بعد مدنی دور میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔ قرآن مجید کی کل ۱۱۴ سورتیں ہیں، مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی کی ۲۸ ہے۔

آپ علیہ السلام پر جو آیت اور سورت اترتی، آپ علیہ السلام وحی لکھنے والے صحابہؓ سے لکھوالیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ان کا مقام اور جگہ کا تعین بھی فرمادیا کرتے تھے۔ قرآنی آیات اور سورتوں کی موجودہ ترتیب توقیفی یعنی آپ علیہ السلام کی بتائی ہوئی ہے۔

منزلیں:

قرآن پاک کی سات منزلیں ہیں۔ سورۂ "فاتحہ" سے پہلی، "مائدہ" سے دوسری، "یونس" سے تیسری، "بنی اسرائیل" سے چوتھی، "شعراء" سے پانچویں، "والصفت" سے چھٹی اور "ق والقرآن المجید" سے ساتویں شروع ہوتی ہے اور ان کا مجموعہ "فمی بشوق" ہے۔ قرآن پاک کے حاشیہ میں جہاں سے منزل شروع ہوتی ہے وہاں باقاعدہ منزل لکھا ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں حاشیہ پر "ع" کا نشان بھی ہوتا ہے اور اس "ع" کے اوپر درمیان میں اور نیچے ہندسے لکھے ہوتے ہیں۔ "ع" رکوع کی علامت ہے۔ "ع" کے اوپر کے ہندسے کو سورت کے رکوع کا نمبر، نیچے کے ہندسے کو صحیفے کے رکوع کا نمبر اور درمیان کے ہندسوں کو رکوع کی آیات کی تعداد سمجھا جائے۔

قرآن کریم میں ۵۵۸ رکوع اور تقریباً ۶۶۶۶ آیات ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید میں حاشئے پر السجدہ لکھا ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ تعداد میں چودہ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک پندرہ ہیں۔ ان آیات سجدہ کو پڑھنے اور سننے سے سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جا کر تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر اٹھ جائیں، بس سجدہ ادا ہو گیا۔

تدوین قرآن:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار صحابہ کرامؓ نے قرآن پاک حفظ کیا اور کاتبین نبی نے اسے اپنے پاس لکھ کر محفوظ کر لیا، جب آپ علیہ السلام کا وصال ہوا تو اس وقت مختلف صحابہ کرامؓ کے پاس پورا قرآن لکھا ہوا تھا، مگر یکجا نہ تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت ۱۲ ہجری میں جنگ یمامہ میں جب بہت سے نامی گرامی حفاظ و قرائے نے جام شہادت نوش کیا تو اس پر حضرت عمرؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ اس طرح کہیں قرآن ضائع نہ ہو جائے، اس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کیا۔ بحث و تمحیص کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اس کام کے لئے مشہور حافظ قاری اور کاتب وحی حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کو منتخب کیا۔ انہوں نے مختلف صحابہ کرامؓ سے ان اجزاء کو اکٹھا کر کے ایک مصحف میں جمع کر دیا، قرآن کا یہ سرکاری نسخہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا، پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آیا، حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہا۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات اسلامیہ کی وجہ سے اسلام دور دور تک پھیل گیا تو ۲۵ ہجری میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فتح آرمینیہ اور آذربائیجان کے دوران قرأت کا اختلاف محسوس کیا تو واپس آ کر اس کی رپورٹ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عثمانؓ نے سرکردہ صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا جس میں طے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری نسخہ کی مزید نقول زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاصؓ، عبدالرحمن بن الحارث بن ہشامؓ پر مشتمل کمیٹی سے تیار کروا کر مختلف شہروں میں بھجوادی جائیں۔ حضرت عثمانؓ نے اس غرض کے لئے حضرت حفصہؓ سے وہ نسخہ منگوا کر اس کمیٹی کے حوالے کیا اور اسے ہدایت کی کہ اگر کسی لفظ کی تحریر میں تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو تو اسے قریش کی زبان میں ہی لکھیں کہ قرآن انہی کی زبان میں ہی نازل ہوا ہے۔ تابوت کے کلمہ کے علاوہ اور کسی بات میں ان کا اختلاف نہیں ہوا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا کہنا تھا کہ یہ التابوۃ لکھا جائے جب کہ تینوں قریشی حضرات کا کہنا تھا کہ لمبی "ت"

سے لکھا جائے، جب یہ معاملہ حضرت عثمانؓ تک پہنچا تو انہوں نے بھی لمبی "ت" کے ساتھ لکھنے کا حکم دیا، جب یہ کام مکمل ہوگیا تو حضرت عثمانؓ نے جو نسخہ حضرت حفصہؓ سے منگوایا تھا انہیں حسب وعدہ واپس کردیا اور اسلامی حکومت میں اس تازہ نسخہ کی نقول درج ذیل شہروں کو بھجوادی گئیں: (۱) مکہ مکرمہ، (۲) بصرہ، (۳) کوفہ، (۴) شام، (۵) مدینہ منورہ، (۶) حضرت عثمانؓ نے ایک نسخہ اپنے پاس رکھا، (۷) بحرین، (۸) یمن۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور خلافت میں قرآن کے منتشر اجزا کو ضیاع سے بچانے کی خاطر یکجا کرلیا اور حضرت عثمانؓ نے اسی قرآن کی نقول تیار کرکے لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کیا۔

فضائل قرآن:

قرآن مجید نہایت فضیلت والی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس کو شفاء، رحمت، ہدایت، تبیان، نور مبین، بشریٰ، مبارک، ذکر، موعظت، برہان، بصائر، کتاب مبین، حکمت، قرآن مبین، کتاب عزیز، فرقان، قرآن عظیم اور قرآن مجید ایسے عظیم الشان ناموں سے تعبیر کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سب ناموں سے اس کی عظمت وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی بنیادی صفت یہ ہے کہ وہ شک سے پاک اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس حقیقت کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"ذلک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین۔" (البقرہ:۲)

ترجمہ: "یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں شک کی گنجائش نہیں، پرہیزگاروں کے لئے یہ ذریعہ ہدایت ہے۔"

اس سے بڑھ کر اس کی کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو موعظت، شفاء، ہدایت، خیر، رحمت اور اپنا فضل قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"یَا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِینَ ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوا هُوَ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُونَ ○" (یونس:۵۷، ۵۸)

ترجمہ: "لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان (بیماریوں) کی جو سینوں میں چھپی ہوئی ہیں شفا آچکی ہے اور ایمان والوں کے لئے وہ ہدایت اور رحمت ہے ○ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے ہے، پس اس سے انہیں خوش ہونا چاہئے، وہ اس (مال) سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

اس کے بے شمار فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ تمام جہانوں کے لئے ذکر اور نصیحت ہے۔

"ان هو الا ذکر للعالمین۔" (ص:۸۷)

ترجمہ: "یہ (قرآن) تو تمام جہانوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔"

یہ قرآن کریم آپ علیہ السلام اور آپ کی امت کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے:

عالم انسانیت پر اسلام کا احسانِ عظیم

زمانہ جاہلیت میں جہاں زندگی کے اور شعبے بے اعتدالی کی نذر تھے، وہاں اقتصادی و معاشی شعبہ بھی افراط وتفریط سے خالی نہیں تھا، جن مختلف ذرائع سے عوام کو لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بنایا جاتا تھا، ان میں سود اور ٹیکس کو سب سے نمایاں جگہ حاصل تھی، سودی نظام کے تحت عوامی معیشت پر ساہوکاری کابوس کچھ اس طرح چھایا ہوا تھا کہ فاقہ زدہ عوام پشت در پشت قرض کے بوجھ تلے دبے رہتے تھے اور سود در سود کے جال سے نجات کی کوئی صورت انہیں نظر نہیں آتی تھی، اگر وہ سود کی مقررہ قسط ادا کرنے کی سکت نہ رکھتے.... تو سنگ دل سرمایہ دار انہیں اپنی بہو، بیٹیوں کو گروی رکھنے پر مجبور کرتا، ادھر رئیسوں، نوابوں اور شہنشاہوں کی طرف سے ان پر گراں بار ٹیکس عائد تھے، ان میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا تھا، ان کی وصولی میں ماتحت حکام پوری سنگدلی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتے تھے، اگر کوئی شخص اپنی ناداری کی بنا پر ان کی ادائیگی نہ کرپاتا تو شاہی عتاب کا مستوجب ہوتا، اس کے املاک کی قرقی یا بحق سرکار ضبطی کے احکام صادر کئے جاتے۔ گویا عوام جو کچھ کمائے وہ خود اپنی یا اپنے بیوی بچوں کے لئے نہیں بلکہ ان انسان نما خونخوار درندوں کے لئے جو دولت واقتدار کی کنجیوں کے مالک تھے، اسلام انسانیت کی اس بنجر زمین پر ابر رحمت بن کر برسا، اس نے الجھی ہوئی معیشت کی گتھی سلجھائی، اقتصادی استحصال کے تمام دروازے بند کئے، زمانے کی ہر کجی کو سیدھا کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تاریخ کے دھارے بدل گئے اور قافلہ انسانیت پھر سے صراط مستقیم پر جادہ پیمائے منزل ہوا۔ (اسلام کا قانون زکوٰۃ وعشر، ص:۱۴۶، از مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

"وانہ لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون" (الزخرف:۴۴)

ترجمہ: "یقیناً یہ (قرآن) آپ علیہ السلام کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

قرآن مجید کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ سراسر حق ہے، لوگوں کو حق کی دعوت دیتا ہے اور اس کی تمام باتیں حق وصداقت پر مبنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انا انزلنا الیک الکتب بالحق فاعبداللہ مخلصاً لہ الدین" (الزمر:۲)

ترجمہ: "اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب (قرآن) نازل کی، سو آپ اللہ کی عبادت خالص اسی کی اطاعت کرتے ہوئے کریں۔"

قرآن مجید کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری بھی اللہ نے خود اپنے اوپر لی ہے۔ فرمایا:

"ان علینا جمعہ وقرانہ ٥ فاذا قرانہ فاتبع قرآنہ ٥ ثم ان علینا بیانہ ٥" (القیمہ:۱۷،۱۹)

ترجمہ: "بلاشبہ اس کے جمع کرنے اور پڑھانے کے ذمہ دار ہم خود ہی ہیں سو جب ہم اس کو (جبریل کے ذریعے) پڑھیں تو اس کے بعد آپ بھی قرأت کریں پھر اس کی وضاحت کرنا اور سمجھانا بھی ہمارا ذمہ ہے۔"

فضائل قرآن میں سے ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے معانی ومطالب کے اعتبار سے نہایت آسان ہے اور الفاظ وانداز کے لحاظ سے بھی اس میں بڑی آسانی پائی جاتی ہے۔ اس کے سمجھنے اور یاد کرنے میں کوئی دقت حائل نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں اس کے حافظ اور بے شمار اس کے مطالب بیان کرنے والے موجود ہیں اور یہ چیز اس کے عظیم فضل وکمال پر دلالت کرتی ہے:

"ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔" (القمر:۱۷،۲۲،۳۲،۴۰)

ترجمہ: "ہم نے قرآن کو آسان کردیا، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔"

قرآن کی فضیلت کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسی فکری اور عملی راہ پر گامزن کرتا ہے جو ہر اعتبار سے سیدھی اور استوار ہے:

"اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا۔" (بنی اسرائیل:۹)

ترجمہ: "بلاشبہ یہ قرآن اس راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی راہ ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ انہیں بڑا اجر ملنے والا ہے۔"

تین امور میں مشغول رہنا قرآن کریم کی رو سے سب سے بڑی عبادت ہے: ایک تلاوت قرآن، دوسرے اقامت صلوٰۃ اور تیسرے انفاق۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ۔" (الفاطر:۲۹)

ترجمہ: "جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ایک ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" (بخاری)

ترجمہ: "تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔" ☆☆☆

"افسانہ وغزل" کی رنگ آرائیاں

"جن لوگوں کو مذہبی مطالعہ کی عادت نہیں ان کا تو کیا ذکر کیجیے، ملک میں گزشتہ بیس تیس سال کے عرصہ میں محض کاروباری نقطۂ نظر سے اَدب وصحافت میں گھٹیا درجہ کی لذت آفرینی اور پست قسم کی ذہنی آسودگی کا جو زہر بڑی جادوگری اور فن کمال کے ساتھ ملایا گیا ہے یہ اس زہر آمیزی کا اثر ہے کہ مذہبی طبقہ بھی ادب وصحافت کی ان رنگینیوں کا دل دادہ بن گیا ہے۔ آج مذاق کی پستی کا عالم یہ ہے کہ کسی دینی مسلک اور کسی علمی نظریہ کو ہم دینی اور علمی زبان میں بیان نہیں کر سکتے، پڑھنے والوں کو ان مضامین وافکار سے کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی ہے اور اگر برائے نام کوئی دلچسپی ہے بھی تو وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ان مسائل کو بیان کرتے وقت ایک بازاری قسم کے افسانہ کی زبان اور ایک بدترین قسم کے ناول کا اَندازِ بیان اِختیار کیا جائے۔ اگر علمی مسائل کے ساتھ "افسانہ وغزل" کی رنگ آرائیاں اور لب ولہجہ کی یہ شوخیاں موجود ہیں تو سب کچھ ہے اور اگر یہ نہیں بلکہ صرف ایک علمی مسئلہ، علمی مسئلہ کے رنگ میں اور ایک دینی حقیقت کے لباس میں ہے تو کچھ نہیں۔"

(از قلم: مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر، ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند محرم ۱۳۷۱ھ)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیرت پر قلم اُٹھانا اُن بلند اور اعلیٰ مقاصد میں سے ہے، جسے ہر مصنف اور صاحب قلم اُپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھتا ہے، اور آپ کی سیرت پر بہت کچھ لکھے جانے کے باوجود آپ کے کمالات و خصائص کے سرچشمے برابر جاری وساری ہیں، اور کبھی خشک ہونے والے نہیں، لکھنے والے اُن سے برابر سیراب ہوتے رہیں گے، اور اُن کی تالیفات کو اُن سے غذا ملتی رہے گی، کیوں کہ آپ کا دور اِسلامی تاریخ کے زرخیز ترین اَدوار میں سے ایک ہے، جس نے اُمت کی تہذیب وتمدن میں ایک عظیم کردار ادا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اُمت کے قاضی، اِسلام کے شہسوار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور خاتونِ جنت کے شوہر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، نوجوانانِ جنت کے سردار حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہیں۔ آپ کا شمار اُن مسلمانوں میں ہے جو اِسلام میں سبقت لے جانے والے ہیں، اور جنہوں نے بلا کسی جھجک کے اِسلام قبول کیا، آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور اس کا حق ادا کیا، اور علم وعمل میں کمال تک پہنچے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت سنائی۔ ایک غزوہ کے موقع پر آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کیا تم اِس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی۔“ (صحیح البخاری ۵/۲۴)

یعنی کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ آپ میری غیر موجودگی میں میرے نائب ہوں؟ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں اُن کی قوم پر اُن کے نائب تھے۔ اور غزوۂ خیبر میں آپ نے فرمایا:

”کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اُس کے رسول سے محبت ہے، اور جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔“ لوگوں نے یہ سن کر وہ رات اِضطراب وفکر میں گزاری کہ یہ جھنڈا کس شخص کو دیا جائے گا؟ جب صبح ہوئی تو ہر شخص اِس اُمید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ شاید یہ جھنڈا اُسے دے دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟“ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اُن کے پاس آدمی بھیج کر اُنہیں میرے پاس لاؤ۔“ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اُن کے لئے دُعا فرمائی، آپ اُسی وقت ٹھیک ہوگئے گویا آپ کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی، چناں چہ آپ نے جھنڈا اُن کے سپرد کر دیا۔“ (صحیح البخاری ۵/۲۲-۲۳)

”آخر کار اللہ تعالیٰ نے نصرت اور فتح مبین عطا فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دُنیا سے تشریف لے گئے تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔“ (صحیح البخاری ۵/۲۲)

> ”آپ دُنیا اور اُس کی چمک دمک سے وحشت کھاتے تھے اور رات اور اُس کی تاریکی سے مانوس ہوتے تھے، آپ بخدا! بہت آنسو بہانے والے، طویل غور وفکر کرنے والے، اپنے نفس کو خطاب کر کے ہتھیلیاں ملتے تھے۔ لباس میں کھردرا لباس پسند کرتے اور کھانے میں سادی غذا استعمال کرتے۔“

حضرت علیؓ کی شخصیت کی تعمیر میں نبوی تربیت کا اَثر:

نبوی تربیت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی تعمیر اور اُن کے نفسیاتی، دینی، قیادتی اور

مثالی خصائص کو جلاء بخشنے میں عظیم اثرات چھوڑے ہیں۔ آپ نے بچپن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی اور بیتِ نبوت میں لڑکپن اور جوانی میں علم و عمل کی تعلیم و تربیت حاصل کی، جس کے نتیجے میں آپ اسلامی اخلاق کے مجسم نمونہ بن گئے۔ اس سلسلے میں ہم آپ کے ایک دوست حضرت ضرار بن ضمرہ کا وہ کلام پیش کرتے ہیں جس میں اُنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرمائش پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ فرمایا:

”آپ دُنیا اور اُس کی چمک دمک سے وحشت کھاتے تھے، اور رات اور اُس کی تاریکی سے مانوس ہوتے تھے، آپ بخدا! بہت آنسو بہانے والے، طویل غور و فکر کرنے والے، اپنے نفس کو خطاب کرکے ہتھیلیاں ملتے تھے۔ لباس میں کھردرا لباس پسند کرتے اور کھانے میں سادی غذا استعمال کرتے، آپ بخدا! ہماری طرح رہتے تھے، جب ہم اُن سے پوچھتے تو جواب دیتے، اور اگر ہم خاموش رہتے تو آپ خود پہل فرماتے، اگر ہم اُن کو بلاتے تو ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہم بخدا! (باوجود یہ کہ وہ ہمیں اپنے قریب کرتے اور ہم سے خود بھی نزدیک ہوتے) ہیبت کے مارے اُن سے بات نہ کرسکتے تھے، اور اُن کی تعظیم کی بنا پر بات کرنے میں پہل نہ کرتے۔ اگر وہ تبسم فرماتے تو آپ کے دانت ایسے لگتے جیسے موتی پروئے ہوئے ہوں، دین داروں کی تعظیم اور مساکین سے محبت فرماتے، کوئی طاقت ور اپنے غلط مقصد کے لئے اُن سے اُمید نہ رکھتا اور کوئی کمزور اُن کے عدل سے نااُمید نہ ہوتا اور میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کو ایک دفعہ اِس حال میں دیکھا جب رات نے اپنی تاریک چادر پھیلادی اور اُس کے ستارے ڈوب چکے، آپ اپنے محراب میں کھڑے، اپنی داڑھی پکڑے ہوئے، بیمار کی طرح تڑپ رہے تھے، اور ایک غمگین انسان کی طرح رو رہے تھے، میرے کان میں اُن کی آواز اب بھی گونج رہی ہے کہ آپ فرمارہے تھے: اے دُنیا! کیا تو مجھے چھیڑ رہی ہے، اور میرے لئے بن ٹھن رہی ہے؟ جو تو مجھ سے چاہتی ہے بہت دُور ہے، بہت دُور ہے، جاؤ کسی اور کو دھوکا دو، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں، جن میں اب رُجوع نہیں ہوسکتا، تیری عمر چھوٹی ہے، اور تیری زندگی حقیر ہے، اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے، افسوس زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا ہے، اور راستہ وحشت ناک ہے۔“ (صفوۃ الصفوۃ، ابن الجوزی:۱۱۲)

مثالی دور:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس مثالی دور میں زندگی گزاری جس میں نبوت کا سورج طلوع ہوا۔

”صحیح روایات کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کی عمر ۱۳ برس کی تھی، اور تیئیس سال عہد نبوی میں اور پچیس سال حضرات خلفائے راشدین (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے دور میں اور تقریباً پانچ سال بحیثیت امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے گزارے۔“ (تہذیب الکمال، مزی المجلد ۲۰ الترجمہ ۴۰۸۹ تحقیق ڈاکٹر بشار)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا وہ زمانہ جو آپ نے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں گزارا ہے، یہ آپ کا وہ زرخیز زمانہ ہے جس میں آپ کے علمی جواہر ظاہر ہوئے اور ایک اسلامی حکومت کے نظم و نسق کے اُصول کا پتا چلا جو اُنہوں نے اپنے بھائیوں (خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم) کے مشوروں کی صورت میں پیش کیے، اور اُمت کو اُس کی تعمیر و ترقی اور ایک عظیم حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں درپیش مسائل کے حل کے لئے آپ نے اپنا علم اور تمام خداداد صلاحیتیں وقف کردیں۔ اور اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

”آپ عرب اور مسلمانوں میں قضاء کو زیادہ جاننے والے تھے۔“

اور یحییٰ بن سعید نے حضرت سعید بن المسیب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے مشکل مسئلہ سے پناہ چاہتے تھے جس کے حل کے لئے حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ نہ ہوں۔“

(تہذیب الکمال، مزی ۲۰ ترجمہ ۴۰۸۹)

علی رضی اللہ عنہ کے کردار کی اہمیت اس لئے بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جہاد اور نئی اُبھرنے والی اسلامی تحریک کی تائید میں مشغول رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کا علم کھل کر سامنے نہ آسکا، اس طرح آپ کی خلافت کا عرصہ مسلمانوں میں بعض جھگڑوں کو ختم کرنے، اور بعض فتنوں کی آگ کو نہایت حکمت، صبر اور تدبر سے ٹھنڈا کرنے میں گزرا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعاون کی بنیاد اپنے بھائیوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ عموماً اور شیخین رضی اللہ عنہما کے ساتھ خصوصاً اخوتِ ایمانی پر مبنی تھی اور اُس تربیت کا نتیجہ تھی جو آپ کو بیتِ نبوت سے ملی تھی، اور یہ اسلام کی پہلی اور مثالی جماعت کی ایک عظیم تاریخی مثال تھی کہ کس طرح

اُنہوں نے خدمت اِسلام کا حق ادا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت کٹھن حالات میں ان حضرات کو خیر خواہی کے ساتھ اپنی صحیح رائے پیش فرما کر اُن کا اور اِسلام کا حق ادا فرمایا۔ جس پر ان حضرات نے آپ کے علم کی وسعت، اندازِ فکر کی گہرائی اور صحیح رائے کا اِعتراف اور اُن کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے میں جمہورِ اُمت کی رائے اور اِنتخاب کی اِتباع فرمائی اور دوسرے مسلمانوں کی طرح آپ نے بھی ان سے بیعت فرمائی اور مسلمانوں کے غم، مصائب اور اُن کی اُمیدوں میں اُن کا ہاتھ بٹایا، اور اُمت کی اِصلاح اور فلاح میں اُن کے ساتھ شریک رہے۔

آپ حضرت صدیق اکبرؓ کے نہایت مخلص و مقرب اور مشیر و وزیر تھے، اور حکومت اور اُمت کے معاملات میں برابر کے شریک رہتے تھے، اور اپنے فہم اور صحیح رائے کے مطابق جو چیز زیادہ نافع اور مناسب ہوتی اس کا مشورہ دیتے۔ اور ان کے ساتھ نہایت آزادی کے ساتھ تبادلہ خیالات فرماتے، اور اس سلسلے میں کوئی چیز بھی ان کے لئے مانع یا رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا فرماتے، اُن کے فیصلوں پر اپنے فیصلے فرماتے اور اُن کے جاری کردہ احکامات سے دلیل پکڑتے، اور آپ سے اپنی قلبی محبت کا اِظہار کرتے، اِسلام میں اُن کی قدر و منزلت کا اِعتراف کرتے اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے آپ کے نام پر اپنے صاحب زادوں کا نام رکھتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک امین اور مخلص مشیر تھے، اُمورِ خلافت ہوں یا اُمت کے معاملات اُن میں اپنی نیک رائے سے اُن سے تعاون فرماتے تھے، اور آپ کے سچے دوست تھے، یعقوبی نے ذکر کیا ہے کہ:

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے رُوم والوں سے جنگ کا اِرادہ فرمایا، اس سلسلے میں آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہؓ کی ایک جماعت سے مشورہ کیا، اُنہوں نے مختلف مشورے دیے، پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے مشورہ کیا، تو آپ نے اُن کو جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر میں نے جنگ کی تو کیا مجھے کامیابی ہوگی؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا: آپ کو خیر کی بشارت ہو! یہ بات سننے کے بعد حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو جمع فرما کر ایک خطبہ دیا اور رُوم کے خلاف جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔"

(تاریخ الیعقوبی: ۲/۱۳۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ یہ خوش خبری آپ مجھے کیسے سنا رہے ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ بشارت دیتے ہوئے سنا ہے، تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے ابوالحسن آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنا کر مجھے خوش کردیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوشی کی بشارت دے۔" (تاریخ التواریخ: ۳/۱۵۸)

نیز یعقوبی نے لکھا ہے کہ:

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں جن لوگوں سے دین کے مسائل پوچھے جاتے تھے اُن میں حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) سرفہرست ہیں۔"

ان حضرات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اس نے سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

"اور عام طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو دوسروں کی رائے پر ترجیح دیتے تھے، اور علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی بنا پر ان کے ہدیے اور تحفے قبول فرماتے تھے، جیسا کہ محبت کرنے والے دوست و احباب کی عادت ہوتی ہے۔ چناں چہ آپ نے ان سے "صہباء" باندی کا تحفہ قبول فرمایا جو "عین التمر" کے معرکہ میں قید ہوکر آئی تھی، اور اُس سے آپ کی اولاد عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔" (تاریخ یعقوبی: ۲/۱۳۸)

علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی میں صدیق اکبرؓ کا تعاون:

شیخ الطائفہ ابوجعفر موسیٰ نے ضحاک بن مزاحم سے روایت نقل کی ہے کہ اُنہوں نے کہا:

"میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے، اور مجھ سے کہنے لگے کہ کیا اچھا ہو کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور فاطمہ کا رشتہ اُن سے طلب کریں! چناں چہ میں ان کے مشورے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے جب مجھے دیکھا تو آپ ہنس پڑے، اور فرمانے لگے: اے علی! کیا حاجت لے کر آئے ہو؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ سے اپنی قرابت، اپنے اِسلام لانے، آپ کی نصرت کرنے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا

ذکر کیا، اس پر آپ نے فرمایا: علی تو نے سچ کہا، تو اس سے بھی افضل ہے پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ فاطمہ کو میرے نکاح میں دے دیں۔" (الامالی ۱/۳۸)

اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ:

"حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم حضرت علیؓ کے نکاح کے گواہ تھے۔" (الامالی ۱/۳۹ مناقب ابن شہر آشوب ۲/۲۰ جلاء العیون ۱/۱۷۶)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت حسنؓ کو جب وہ چھوٹے بچے تھے اُٹھالیتے اور اُن سے پیار کرتے، اور فرماتے: "میرے والد تجھ پر قربان ہوں، تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہو، علیؓ سے مشابہ نہیں ہو"، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوش ہوتے اور ہنستے تھے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنی ہے تو اُن کے اہل بیتؓ کی عزت کرو۔"

(صحیح البخاری ۵/۳۳)

حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ سے بیعت:

حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صحیح معنوں میں بیعت فرمائی تھی، اور ان کو اس کا اہل جانا تھا۔ اور اپنی رضا و رغبت سے اپنی صاحب زادی حضرت اُم کلثوم بنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کا نکاح اُن سے فرمایا اور اُن کے خیرخواہ رہے، اُن کی اعانت کرتے رہے، اور بہتر سے بہتر مشورے دیتے رہے، اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُن کو بعض اوقات اپنا نائب بھی بنایا اور اُنہوں نے وہ نیابت بخوشی قبول فرمائی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کی بنا پر، اور اُن کے نیک اعمال اور اُن کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے ایک بیٹے کا نام اُن کے نام پر عمر رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اُن کے بیٹے پوتے اور تمام اہل بیت بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت اور عزت و احترام میں آپ ہی کی سیرت اور آپ کے راستے پر چلے۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو۔

علی مرتضیٰؓ مخلص اور امانت دار نائب و مشیر:

خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بھی اسلامی دارالحکومت سے باہر تشریف لے جاتے، تو مسلمانوں کے معاملات اور انتظام کے لئے اپنا قائم مقام ابوالحسن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی کو نہ پاتے، اور ان کے علم و فضل، امانت اور حسن تدبیر جیسی صفات کے اعتراف کے طور پر انہیں اپنا قائم مقام مقرر فرماتے۔

"خلیفہ راشد نے آپ کو تین بار اپنا نائب مقرر فرمایا، پہلی بار سنہ ۱۴ ہجری میں اس وقت جب آپ نے فارس سے جنگ کا ارادہ فرمایا۔ اور دوسری بار سنہ ۱۵ ہجری میں جب آپ فلسطین تشریف لے گئے، اور تیسری بار سنہ ۱۷ ہجری میں جب آپ ایلہ تشریف لے گئے۔"

(شرح نہج البلاغۃ ۲/۱۷۰، الطبری ۴/۸۳، ۱۵۹، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۷/۳۵، ۵۵)

جہاں تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لینے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں تاریخ اور سیرت کی کتابیں دسیوں مثالوں سے بھری پڑی ہیں، جن میں آپ نے نہایت خیرخواہی سے خلیفہ راشد کو مشورے دیئے، اور انہوں نے آپ کی صائب رائے پر عمل فرمایا۔ اور اس کے لئے یہی مثال کافی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح عراق کے بعد، اس کے سرزمین کو تقسیم نہ کرنے کا ارادہ فرمایا، تو جن صحابہ کرامؓ نے آپ کی رائے کی تائید فرمائی تھی ان میں سرفہرست حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے رائے دیتے ہوئے فرمایا:

"اگر آپ نے آج اس سرزمین کو مجاہدین پر تقسیم کردیا، تو بعد میں آنے والوں کے لئے کچھ نہیں بچے گا، اس لئے آپ اس زمین کو وہاں کے باشندوں کے پاس ہی رہنے دیں، وہ اس میں کام کریں، اس کے محصولات سے ہمیں بھی فائدہ ہوگا، اور ہمارے بعد آنے والوں کو بھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے آپ کو اس رائے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔"

(تاریخ الیعقوبی ۲/۱۵۱)

چناں چہ آپ کی رائے پر عمل کیا گیا، اور یہی عمری نظام عراق میں جاری رہا۔ اسی طرح قضاء کے مسائل میں بہت سی روایات وارد ہیں کہ بسا اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رائے کو پسند فرماتے اور فرمایا کرتے تھے:

"علی ہم سے زیادہ قضا کو جانتے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ بعض کتابوں میں ایسی مستقل فصلیں مقرر کی گئی ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان فیصلوں کو ذکر کیا گیا ہے جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں صادر فرمائے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دو صاحب زادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے علاوہ اپنی اولاد کے نام رکھنے میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا، کیوں کہ ان دو صاحب زادوں کے نام حسن اور حسین خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے تھے۔ حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے نام ان حضرات کے نام پر رکھے جن سے آپ کو محبت وعقیدت تھی، اور جو آپ کے قلبی دوست اور راہِ ہدایت کے ساتھی تھے، چناں چہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر، اپنے چچا حضرت عباسؓ کے نام، دوسرے چچا حمزہؓ شہید کے نام پر، اپنے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب شہیدؓ کے نام پر، اور اپنے احباب اور راہِ ہدایت کے ساتھیوں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ناموں پر اپنے صاحب زادوں کے نام رکھے۔ نیز آپ نے اپنی صاحب زادیوں کے نام زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ناموں پر رکھے۔

علمائے انساب کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور بیٹیوں کی تعداد کتنی تھی، اور ستائیس سے لے کر انتالیس تک تعداد ذکر کی گئی ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعض اولاد بچپن میں فوت ہوچکی تھی۔

اب ہم اختصار کے ساتھ آپ کے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کا ذکر کرتے ہیں، اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتب تواریخ پر اعتماد کیا گیا ہے:

جمهرة انساب العرب، ابن حزم، تاريخ ابن عساكر، تاريخ اليعقوبي، الارشاد، مفيد، مقاتل الطالبين، عمدة الطالب في انساب آل ابي طالب، منتهى الامال اور **الفصول المهمة** وغیرہ۔

آپ کے صاحب زادے:

۱)....حسن بن علیؓ بن ابی طالب، آپ کے سب سے بڑے صاحب زادے۔ ۲)....حسین بن علیؓ بن ابی طالب، شہید کربلا)۔ ۳)....محسن بن علی بن ابی طالبؓ، بچپن میں وفات پائی۔ ان تینوں حضرات کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا ہیں۔ ۴)....محمد بن علی بن ابی طالب، جو ابن الحنفیہ سے مشہور ہیں۔ ان کی والدہ حضرت خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ ہیں جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۵)....محمد اصغر، ان کی والدہ ام ولد تھیں، یہ اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ۶)....عباس بن علی اکبر۔ ان کی کنیت ابوالفضل ہے، اور ان کو سقاء، ابوقربہ بھی کہتے ہیں، اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد ہیں جو بنی صعصعہ قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۷)....عباس اصغر، ان کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ۸)....عثمان بن علی الاکبر، اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ۹)....عثمان بن علی الاصغر، اپنے والد کی زندگی میں وفات پائی۔ ۱۰)....جعفر بن علی الاصغر، اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ۱۱)....جعفر الاصغر، اپنے والد کی زندگی میں وفات پائی۔ ۱۲)....عبداللہ بن علی الاکبر، ان کی کنیت ابو محمد ہے، اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ۱۳)....عبداللہ الاصغر اور عثمان، جعفر، عبداللہ اور عباس، ان سب کی ماں ام البنین ہیں، اور ان میں عباس سب سے بڑے ہیں۔ ۱۴)....عمر بن علی الاکبر جو الطراف کے لقب سے مشہور ہیں، ان کی والدہ صہباء بنت ربیعہ بن بجیر تغلبیہ ہیں۔ ۱۵)....عمر بن علی الاصغر۔ ۱۶)....ابوبکر عتیق بن علی، اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد تمیمیہ ہیں۔ ۱۷)....عبیداللہ بن علی، ان کی کنیت ابوعلی ہے، یہ ابوبکر بن علی کے بھائی ہیں، یہ حضرت مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ مختار کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ۱۸)....عبدالرحمن بن علی ابن ابی طالب۔ ۱۹)....حمزہ بن علی بن ابی طالب۔ ۲۰)....عون بن علی بن ابی طالب۔ ۲۱)....یحییٰ بن علی، بچپن میں فوت ہوئے، ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں، وہ حضرت جعفر طیار کی بیوی تھیں، ان کی شہادت کے بعد ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کرلیا، ان سے ان کے صاحب زادے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کرلی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نسب ان کی اولاد میں صرف پانچ صاحب زادوں سے چلا، اور وہ پانچ یہ ہیں: (۱) حضرت حسنؓ، (۲) حضرت حسینؓ، (۳) حضرت محمد بن حنفیہؒ (۴) حضرت عباسؓ اور (۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کی صاحب زادیاں:

۱....زینب الکبریٰ، ان کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، ان کی شادی اپنے چچا کے لڑکے عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی۔ ۲....صغریٰ۔ ۳....اُمّ کلثوم الکبریٰ، ان کی والدہ بھی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نکاح حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر پیدا ہوئے۔ ۴....اُمّ کلثوم الصغریٰ۔ ۵....رُقیہ الکبریٰ۔ ۶....رُقیہ الصغریٰ۔ ۷.... فاطمہ الکبریٰ۔ ۸....فاطمہ الصغریٰ۔ ۹....فاختہ۔ ۱۰....امۃ اللہ۔ ۱۱....جمانہ، ان کی کنیت اُمّ جعفر ہے۔ ۱۲....رملۃ، ان سے معاویہ بن مروان بن حکم اموی نے شادی کی۔ ۱۳.........اُمّ سلمہ۔ ۱۴....اُمّ الحسن۔ ۱۵....نفیسہ، ان کی کنیت اُمّ الکرام ہے۔ ۱۶....میمونہ۔ ۱۷....خدیجہ۔ ۱۸....اُمامہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ☆☆☆

دینی اصطلاحات کا اجماعی مفہوم

مولانا زاہد الراشدی

الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں دورۂ تفسیر کا سلسلہ جاری ہے اور اسفار بھی اپنا حصہ وصول کرنے پر بضد ہیں۔ آج سبق پڑھا کر گھر آیا تو پنجاب یونیورسٹی سے ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر عبد الماجد ندیم نے فون پر دریافت کیا کہ آپ کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ گھر پر ہوں۔ فرمانے لگے یہ کیا، آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں! میں نے عرض کیا کہ بحمد اللہ ٹھیک ہوں۔ کہنے لگے تو پھر گھر پر کیسے ہیں؟ ملک بھر سے احباب کے تقاضے جاری رہتے ہیں اور ہر دوست کا اصرار ہوتا ہے کہ ان کے ہاں تو لازماً حاضری دوں مگر اور جگہوں پر جانے میں احتیاط کروں اور عمر کے اس حصہ میں مصروفیات طے کرتے وقت اپنی صحت کا ضرور خیال رکھوں۔ بہرحال اب یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اگلے تعلیمی سال کو اسفار سے مکمل طور پر خالی رکھنے کی کوشش کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بہت سے تعلیمی اور تحریری کام ادھورے پڑے ہیں، زندگی کا تو کبھی بھروسہ نہیں رہا لیکن اب اس بات کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اس لئے جی چاہتا ہے کہ جو ادھورے کام بہت زیادہ ضروری ہیں ان میں سے جتنے ہو سکیں نمٹا لوں۔ احباب سے دعا اور تعاون دونوں کی درخواست ہے۔

شعبان المعظم کے اسفار کے دوران مولانا کامران حیدر آف الشریعہ اکادمی کے ہمراہ ۱۰ رمئی کو چنیوٹ اور ۱۱ رمئی کو چناب نگر جانے کا اتفاق ہوا۔ ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ادارہ ہے جہاں ختم نبوت کے حوالہ سے سالانہ پندرہ روزہ تربیتی کورس ہوتا ہے۔ اس کی دو نشستوں میں منکرین ختم نبوت کے مختلف گروہوں کے تعارف کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ساتھ کم و بیش تین عشروں کی تحریکی رفاقت کی بعض یادداشتیں بیان کیں اور پرانی یادیں تازہ کیں۔ چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز ہے، شعبان کے دوران وہاں بھی تین ہفتے کا تربیتی کورس ہوتا ہے جس میں اس سال ملک کے مختلف حصوں میں سے ایک ہزار کے لگ بھگ علماء کرام، فضلاء اور طلبہ شریک ہیں جنہیں مولانا اللہ وسایا کی راہنمائی میں ماہرین کی ایک ٹیم شب و روز پڑھا رہی ہے۔ دو نشستوں میں مجھے بھی کچھ معروضات پیش کرنے کا موقع ملا جن میں بین الاقوامی حلقوں اور اداروں میں قادیانیوں کی مسلسل مہم کی موجودہ صورتحال سے شرکاء کورس کو مختصراً آگاہ کرنے کے علاوہ قادیانیوں کی علمی تلبیسات کے حوالہ سے بھی کچھ گفتگو کی جس کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ آپ حضرات نے حضرت مولانا اللہ وسایا اور دوسرے فاضلین سے قادیانیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کے موضوعات میں لفظ "خاتم" اور "توفی" سے متعلق گفتگو سنی ہوگی۔ میں اس کے صرف ایک پہلو پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی زبان کے کسی بھی لفظ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اس کا ایک تو لغوی اور وضعی معنیٰ ہوتا ہے جس کے لئے وہ وضع کیا جاتا ہے اور ابتدا میں بولا جاتا ہے، پھر جب وہ لفظ عام استعمال کے ذریعہ کسی مخصوص معنیٰ پر زیادہ بولا جانے لگے یا کسی شعبہ میں اسے کسی خاص مفہوم کے لئے مخصوص کر لیا جائے تو وہ اس کا اصطلاحی معنیٰ کہلاتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ لفظ اس سے مختلف کسی مطلب کے لئے استعمال ہو تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بھی اس کا مصداق ہے۔

ہر اہم لفظ کو یہ تینوں معاملات پیش آتے ہیں۔ البتہ کوئی لفظ کسی مخصوص معنیٰ کے لئے اصطلاحاً، عرفاً یا شرعاً متعین ہو جائے تو وہی اس کا اصل معنیٰ طے ہو جاتا ہے، جبکہ اس لفظ سے کوئی اور معنیٰ مراد لینے کے لئے قرینہ درکار ہوتا ہے اور قرینے کے بغیر اصطلاحی، شرعی اور عرفی معنیٰ ترک نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اگر کسی جگہ اس لفظ سے متبادل معنیٰ مراد لے لیا جائے تو اس سے اصطلاحی اور عرفی معنیٰ منسوخ نہیں ہو جاتا بلکہ وہ بعینہٖ قائم رہتا ہے۔ مثلاً "صلاۃ" کا لغوی معنیٰ دعا ہے مگر جب اسے شرعاً نماز کی مخصوص ہیئت کے لئے متعین کر لیا گیا تو یہ مطلقاً جب بھی بولا جائے گا اس سے مراد نماز ہی ہوگی۔ البتہ لفظ "صلاۃ" قرینہ کے ساتھ درود شریف کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور کسی جگہ دعا بھی اس سے مراد ہو سکتی ہے۔

قادیانیوں نے فریب کا یہ راستہ اختیار کیا کہ چونکہ "خاتم" کا لفظ اور معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے "خاتم النبیین" سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مراد لینا درست نہیں ہے۔ حالانکہ خود

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ فرما کر اس کا معنی متعین کر دیا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور نمائندہ ہیں اس لئے آپ کے اس ارشاد سے خود کلام کے متکلم یعنی اللہ تعالیٰ کی منشا بھی طے ہوگئی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی یہی ہے۔ میں تفصیل میں جائے بغیر صرف اس حوالہ سے گفتگو کر رہا ہوں کہ الفاظ و اصطلاحات کو اس قسم کی بحثوں میں الجھا کر شکوک وشبہات پیدا کرنا قادیانیوں کا خاص فن ہے اور ان کے ساتھ مسلمان مناظرین کو ’’خاتم‘‘ کے لفظ کے ساتھ ساتھ ’’توفی‘‘ کے لفظ کے حوالہ سے بھی اسی طرح کی صورتحال سے سابقہ پیش آتا ہے۔ جبکہ ان دونوں الفاظ کے حوالہ سے اصولی بات یہ ہے کہ ان کا متکلم اللہ تعالیٰ ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی حیثیت سے جو معنی بیان فرما دیا ہے وہی ان الفاظ کا حتمی معنی ومفہوم ہے جس سے انحراف منشاء خداوندی سے انحراف ہے۔

لفظی موشگافیوں کے اس گورکھ دھندے میں قادیانیوں کے دائرے سے ہٹ کر ’’ربوٰا‘‘ کے لفظ کے بارے میں بھی ملک کی اعلیٰ عدالتوں میں ہمیں واسطہ درپیش ہے اور مسلسل ستائیس سال سے یہ بے معنی تکرار جاری ہے کہ ’’ربوٰا‘‘ سے مراد کون سا سود ہے اور بینکوں کا سود اس میں شامل ہے یا نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے جب ’’ربوٰا‘‘ کو حرام قرار دیا اور سختی کے ساتھ اس سے منع کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تجارت اور قرض وغیرہ کے تمام شعبوں میں جو بھی سود جاری تھا اسے ختم کر دیا تھا اور سود کی کوئی قسم باقی نہیں رہنے دی تھی۔ مگر ہماری عدالتیں ابھی تک اس لفظی بحث میں الجھی ہوئی ہیں، اس خود ساختہ الجھاؤ کے ذریعہ سودی نظام کے خاتمہ کو مسلسل مؤخر کیا جا رہا ہے اور قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ دستور پاکستان کے تقاضے بھی نظر انداز کیے جا رہے ہیں۔

اسی طرح کی ایک اور بحث جناب جاوید احمد غامدی نے بھی چھیڑ رکھی ہے کہ ’’سنت‘‘ سے کیا مراد ہے؟ حالانکہ صحابہ کرامؓ سے لے کر اب تک امت کے نزدیک مجموعی طور پر سنت کا مفہوم متعین اور واضح ہے جسے امت سنت سمجھتی ہے اور اس پر عمل کرتی آرہی ہے لیکن غامدی صاحب سنت کے اس مفہوم کو مشکوک اور متنازعہ بناتے ہوئے اس کی نئی تعریف کرنے اور نیا مصداق طے کرنے پر مصر ہیں۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ سنت کا چودہ سو سال سے امت میں اجماعی طور پر سمجھا جانے والا مفہوم مشکوک ہو جائے۔ جبکہ سنت کے نئے خود ساختہ مفہوم کے لئے انہوں نے جو تانا بانا بُن رکھا ہے اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آرہا کہ ان کا یہ اختیار تسلیم کر لیا جائے کہ جس عمل کو چاہے وہ سنت قرار دیں اور جس کے بارے میں وہ چاہیں اس کے سنت ہونے سے انکار کر دیں۔

چناب نگر سے فارغ ہو کر لاہور حاضری ہوئی۔ قلعہ گوجر سنگھ میں حضرت مولانا محمد اجمل خان کی یادگار جامعہ رحمانیہ کی سالانہ تقریب تھی۔ مولانا محمد امجد خان کے حکم پر دستار بندی میں شریک ہوا۔ اس کے بعد باغبان پورہ میں مولانا قاری جمیل الرحمان اختر کے زیر اہتمام جامعہ حنفیہ قادریہ کی سالانہ تقریب اور مسجد امن کی نوتعمیر عمارت میں نمازوں کے باقاعدہ آغاز کے پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور کچھ معروضات پیش کرنے کے بعد واپس گوجرانوالہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ ☆☆

الطاف حسین موہانہ کی وفات:

ہمارے علاقہ کے مشہور ومعروف نعت خواں جناب صوفی عبدالخالق تھے، جو موہانہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک ’’جگت باز‘‘ کھیل تماشا کرنے والے گروپ سے تعلق رہا۔ اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا تو فضولیات سے توبہ تائب ہوکر پکے کھرے موحد مسلمان ہوگئے اور استاذ العلماء شیخ التفسیر مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے رفیق سفر بن گئے۔ حضرت مولانا کے خطاب سے پہلے دینی جلسوں میں نعت خوانی کرتے اور ان کی نعت خوانی نظریاتی ہوتی تھی، جہاں بھی جلسہ میں جاتے توحید وسنت کے عنوان پر حمد ونعت پیش فرماتے۔ ماحول موافق ہو یا مخالف۔ انہوں نے توحید باری تعالیٰ کے مقدس عنوان پر حمد پیش کرنی ہے۔ میرے دادا جی میاں الٰہی بخش مرحوم، میرے والد محترم الحاج میاں عبدالخالق سے دوستی ہوگئی اور ان کی کوشش سے دادا جی اور والد محترم بدعات ورسومات سے توبہ تائب ہوگئے۔ بندہ کے برادر اکبر الحاج مولانا خادم اللہ زید مجدہ، اور میری دینی تعلیم میں ان کا خاصہ حصہ ہے۔ مرحوم نے مجھے اور اپنے فرزند الطاف حسین کو مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں داخل کرایا اور بھی کئی ایک نوجوان ان کی مساعی جمیلہ سے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ خداوند قدوس نے کرم فرمایا اور میری دینی تعلیم مکمل ہوئی، لیکن ان کا بیٹا الطاف حسین مدرسہ کو چھوڑ آیا۔ موصوف کی کوشش کے باوجود نہ پڑھ سکا، جس کا انہیں شدید رنج وغم تھا۔ الطاف حسین میرا پرائمری کا ساتھی تھا۔ پانچ کلاسیں گورنمنٹ پرائمری اسکول بستی مٹو شجاع آباد سے اکٹھی پڑھیں۔ الطاف حسین ڈرائیونگ لائن میں چلا گیا اور ٹرک ڈرائیور بن گیا۔ کبھی کبھار ملاقات ہوتی تو موصوف قلق کا اظہار کرتا اور میری دینی تعلیم پر رشک کرتا اور اپنی بدقسمتی پر اظہار افسوس کرتا۔ غالباً ۱۹ اپریل کو جب بندہ کوئٹہ کے تبلیغی دورہ پر تھا۔ مرحوم کا ٹیلی فون آیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تو نہیں پڑھ سکا۔ میرے دو بچے حافظ بنا دیں۔ بندہ نے کہا: ضرور! بھیجیں۔ یکم مئی ۲۰۱۷ء کو میرے رفیق سفر مولوی عبدالرزاق نے کہا کہ آپ کے کلاس فیلو الطاف حسین کا انتقال ہوگیا۔ ۲ مئی کو جنازہ میں شرکت فرمالیں تو ایک دوست کے ساتھ وفا بھی ہوسکتی ہے۔ بندہ نے ہاں کر دی اور ۲ مئی کو دس بجے صبح اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ اللہ پاک اس کی قبر حشر کی منزلیں آسان فرمائیں اور اپنے شایان شان معاملہ فرماتے ہوئے مغفرت فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چند بڑے گناہ

زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایمان اور نماز کے بعد سب سے بڑا رکن زکوٰۃ ہے، یہ ایسا مالی فریضہ اور پاکیزہ عبادت ہے جو پچھلے تقریباً تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی جاری رہی ہے، اور نبی آخر الزمان، سید المرسلین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ کی شریعت میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اور قرآنِ کریم میں تقریباً ۲۸ مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر عاقل و بالغ صاحب نصاب شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور جو فرض ہونا تسلیم کرے لیکن صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ سخت گناہگار ہے۔ نیز زکوٰۃ کا صرف جیب سے نکال دینا کافی نہیں، بلکہ اس کو صحیح مستحقین تک پہنچانا اور ان کو عملاً مالک اور قابض بنا کر دینا ضروری ہے، اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل و برکات بتائے گئے ہیں، مثلاً:

۱:...زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔

۲:...زکوٰۃ ادا کرنے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳:...خوف و غم سے نجات ملتی ہے، اور نقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے اور مال کا شر دور ہوتا ہے۔

۴:...زکوٰۃ انسان کو گناہوں سے پاک کردیتی ہے اور جنت میں داخلے اور جہنم سے دوری کا ذریعہ ہے۔

۵:...اللہ جل جلالہ کے غضب و ناراضگی اور بُری موت سے بچاؤ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

جس طرح زکوٰۃ ادا کرنے کے بے شمار فضائل اور فوائد قرآن و حدیث میں آئے ہیں، اسی طرح زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ○ (التوبۃ:۳۴،۳۵)

ترجمہ: ”اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرکے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو، جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں (پہلو) اور ان کی پیٹھیں (پشتیں) داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔“

تشریح: یہ وعید اس مال کے لئے ہے جس کے وہ حقوق ادا نہ کئے گئے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اس مال پر مقرر فرمائے ہیں، جن میں سے سب سے اہم زکوٰۃ کی ادائیگی ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ویسے تو مال زکوٰۃ جہنم کی آگ میں تپا کر اس کے ذریعہ اس شخص کا پورا جسم ہی داغا جائے گا مگر خاص طور پر پیشانی، پہلو اور پشت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ بخیل آدمی جو اپنا سرمایہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرنا چاہتا جب اس کے سامنے کوئی فقیر و مسکین اور زکوٰۃ کا طلبگار آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی پیشانی پر بل پڑتے ہیں، پھر وہ اس سے نظر چرا کر دائیں یا بائیں پہلو کو موڑتا ہے اور پھر پشت پھیر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اس لئے عذاب کیلئے خاص طور پر ان تین اعضاء کا ذکر کیا، ورنہ درحقیقت یہ عذاب جسم کے سارے اعضاء کو ہوگا اور سارے جسم کو ہوگا۔

زکوٰۃ نہ دینے کی وعید سے متعلق چند احادیثِ طیبہ:

حدیث نمبر ۱:

عن زيد بن أسلم، أن أبا صالح ذكوان، أخبره أنه سمع أبا هريرة، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من صاحب ذهب ولا فضة، لا يؤدي منها حقها، إلا إذا كان يوم القيامة، صفحت له صفائح من نار، فأحمي عليها في نار جهنم، فيكوى بها جنبه وجبينه وظهره، كلما بردت أعيدت له، في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، حتى يقضى بين العباد، فيرى سبيله، إما إلى الجنة، وإما إلى النار. (صحیح مسلم۲/۶۸۰)

ترجمہ: ”حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں

کہ حضرت ابوصالح ذکوان نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:کوئی سونا، چاندی (اور مال و دولت) رکھنے والا شخص ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو، مگر اس کا حال یہ ہوگا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس شخص کو عذاب دینے کیلئے اس سونے چاندی اور مال و دولت کی چوڑی چوڑی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا (یعنی خوب گرم کیا جائے گا جیسا کہ لوہا اور دیگر دھاتیں آگ میں خوب گرم کرنے سے سرخ ہوجاتی ہیں) پھر ان سے زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کی کروٹ (پہلو) اور پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو ان کو دوبارہ آگ میں تپا کر گرم کرلیا جائے گا، اور یہ کام اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی یعنی قیامت کے دن، یہاں تک کہ جب بندوں کا فیصلہ ہوجائے گا تو اسے یا جنت کا راستہ دکھایا جائے گا یا جہنم کا۔"

حدیث نمبر۲:

"عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" : من آتاه الله مالا، فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة، ثم يأخذ بلهزمتيه يعني بشدقيه ___ ثم يقول أنا مالك أنا كنزك."

(صحیح البخاری ۱۰۶/۲)

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے پاس بڑے زہریلے، گنجے ناگ کی شکل میں آئے گا (یعنی اس کے سر کے بال اس کے انتہائی زہریلے ہونے کی وجہ سے جھڑ گئے ہوں گے اور وہ نہایت خوفناک اور زہریلا ہوگا)، اس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے، (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے، یہ اس ناگ کے شدید زہریلے ہونے کی علامت ہے) وہ ناگ زکوٰۃ نہ دینے والے شخص کی گردن میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں جبڑے پکڑے گا (یعنی نوچے گا اور ان کو چیر دے گا) اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (جس کی تو زکوٰۃ نہ دیتا تھا، آج اس کا عذاب بھگت)۔

حدیث نمبر۳:

"عن علي كرم الله وجهه في الجنة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إن الله فرض على أغنياء المسلمين في أموالهم بقدر الذي يسع فقراء هم، ولن تجهد الفقراء إذا جاعوا وعروا إلا بما يضيع أغنياؤهم، ألا وإن الله عز وجل يحاسبهم يوم القيامة حسابا شديدا، ثم يعذبهم عذابا أليما." (المعجم الصغير للطبرانی ۲/ ۲۷۵)

ترجمہ:"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں زکوٰۃ بس اتنی مقدار فرض کی ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجائے، اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی وجہ سے جب کبھی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے تو اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ مالدار لوگ ان کا حق ضائع کرتے ہیں (یعنی وہ غریبوں کو زکوٰۃ نہیں دیتے)۔ یاد رکھیں (جو مالدار زکوٰۃ نہیں دیتے) بے شک اللہ عز وجل ان مالداروں سے سخت حساب لیں گے اور ان کو دردناک عذاب دیں گے۔"

حدیث نمبر۴:

"عن ابن عمر، قال: أقبل علينا النبي صلى الله عليه وسلم فقال: لم يمنع قوم زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السماء، ولولا البهائم لم يمطروا."

(المعجم الكبير للطبراني ۴۴۶/۱۲)

ترجمہ:"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان سے بارش روک لی جاتی ہے، اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برستا۔"

حدیث نمبر۵:

"وعن بريدة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين رواه الطبراني في الأوسط ورواته ثقات." (الترغيب والترهيب ۳۰۹/۱)

ترجمہ:"حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قوم بھی زکوٰۃ نہیں نکالتی، اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

تشریح:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قحط سالی کا عذاب بھی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے آتا ہے کہ

ضروریاتِ زندگی کے ملنے میں تنگی ہوجاتی ہے۔ آج ہم میں اکثر مسلمان ضروریاتِ زندگی کی کمی اور مہنگائی کے وبال کا شکار ہیں، لیکن شاید ہی یہ خیال بھی ذہن میں آتا ہو کہ درحقیقت اس تنگی اور پریشانی کی ایک وجہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے، اگر زکوٰۃ کی چوری معاشرہ سے ختم ہوجائے اور تمام صاحبِ نصاب مسلمان زکوٰۃ کے فریضہ کو خوشدلی کے ساتھ انجام دیں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراوانی ہوجائے اور ہر شخص کو آسانی ضروریاتِ زندگی حاصل ہوں اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

حدیث نمبر۶:

قال عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تلف مال في بر ولا بحر إلا بحبس الزكاة."

(الترغیب والترھیب ۱/۳۰۸)

ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خشکی ہو یا سمندر، جہاں بھی مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

حدیث نمبر۷:

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرض علي أول ثلاثة يدخلون الجنة وأول ثلاثة يدخلون النار فأما أول ثلاثة يدخلون الجنة فالشهيد وعبد مملوك أحسن عبادة ربه ونصح لسيده وعفيف متعفف ذو عيال وأما أول ثلاثة يدخلون النار فأمير مسلط وذو ثروة من مال لا يؤدي حق الله في ماله وفقير فخور."

(الترغیب والترھیب ۱/۳۰۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے جنت میں جانے والے پہلے تین افراد اور جہنم میں جانے والے پہلے تین افراد پیش کیے گئے، سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین افراد یہ ہیں:

(۱)...شہید۔

(۲)...وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ ہو۔ (یعنی اس کے حق میں بھی کمی نہ کرے)۔

(۳)...وہ عیال دار شخص جو پاکباز ہو اور گزارے کے لائق روزی پر اکتفاء کرے، اپنی محتاجی بیان کرکے لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

اور سب سے پہلے جہنم میں جانے والے تین افراد یہ ہیں:

(۱)... زبردستی حکومت حاصل کرکے حکمران بننے والا۔

(۲)...وہ مالدار شخص جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

(۳)...اترانے والا یعنی متکبر فقیر۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہنم میں سب سے پہلے جانے والے افراد میں وہ شخص بھی شامل ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔

حدیث نمبر۸:

"عن ابن مسعود، قال: من كسب طيبا خبثه منع الزكاة، ومن كسب خبيثا لم تطيبه الزكاة."

(المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۳۱۹)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

مجلس ذکر و بیعت

قصور (مولانا عبدالرزاق) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام محفل ذکر اور بیعت ۱۴ مئی بروز اتوار بعد نماز عصر تا عشاء منعقد ہوئی۔ اس پروگرام کی صدارت جامع مسجد انوار التوحید کے حاجی محمد شفیع مغل نے کی۔ تلاوت اسامہ فاروقی نے اور محمد نوید نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ عصر کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیلی خطاب کیا، بعد نماز مغرب قاری احسان اللہ فاروقی اور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور فخر القراء قاری مشتاق احمد رحیمی نے تلاوت کلام پاک سے دلوں کو گرما دیا۔ شیخ الحدیث مولانا جعفر اقبال نے بھی بیان کیا۔ حافظ اسامہ فاروقی نے شجرۂ سلسلہ نقشبندیہ پڑھ کر مجمع عام میں سنایا اور آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر محبوب السالکین، رہبر شریعت حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب مدظلہ نے شریعت و طریقت اور بیعت کے ثمرات پر بیان کیا اور احباب نے بیعت کی۔ مہمانوں کی حاجی شبیر احمد مغل خزانچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور نے ٹھنڈے مشروب سے خوب تواضع کی۔ ناظم نشر و اشاعت میاں محمد معصوم انصاری نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ مغرب کے بعد مفتی ظہیر احمد ظہیر نے نقابت کی۔ حضرت قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے قصور شہر کی کئی مساجد کا قاری مشتاق احمد رحیمی کے ساتھ دورہ کیا۔ جامع مسجد اللہ اکبر، جامع مسجد الحرم، جامع مسجد حسین ابن علی، جامع مسجد محمدیہ اور خوب دعاؤں سے احباب مستفید ہوئے۔

اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پاکیزہ اور حلال مال کماتا ہے، زکوٰۃ ادا نہ کرنا اس پاکیزہ اور حلال مال کو خراب اور خبیث کر دیتا ہے، اور جو شخص حرام مال کماتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ پاکیزہ نہیں ہوتا (بلکہ حرام ہی رہتا ہے)۔“

حدیث نمبر9:

عن أنس بن مالک، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یقبل اللہ صلاۃ رجل لا یؤدی الزکاۃ حتی یجمعھما، فإن اللہ تعالی قد جمعھما فلا تفرقوا بینھما.“

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء ۹/۲۵۰)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو، یہاں تک کہ وہ دونوں (یعنی نماز اور زکوٰۃ) حکموں پر عمل کرلے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عبادات کو جمع فرمایا ہے (یعنی قرآن کریم میں دونوں کا حکم ساتھ ساتھ دیا ہے) تو تم ان کے درمیان تفریق نہ کرو (یعنی ان دونوں کو الگ الگ نہ کرو کہ نماز تو پڑھو مگر زکوٰۃ نہ دو، اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری نماز بھی قبول نہ فرمائیں گے)۔“

حدیث نمبر10:

”عن عمرو بن شعیب، عن أبیہ، عن جدہ، أن امرأتین أتتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی أیدیھما سواران من ذھب، فقال لھما: أتؤدیان زکاتہ؟ قالتا: لا، قال: فقال لھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أتحبان أن یسورکما اللہ بسوارین من نار؟ قالتا: لا، قال: فأدیا زکاتہ.“

(سنن الترمذی ۲/۲۲۲)

ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں اور ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں (یعنی ہم یہ بات پسند نہیں کرتیں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔“

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوا کہ زیور کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے کیسا دردناک عذاب دیا جائے گا۔ بعض خواتین زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنے میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں اور اپنا دل تنگ کرتی ہیں، وہ ذرا پوری توجہ سے ایک مرتبہ سوچیں کہ جو زیور وہ پہنتی ہیں اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہی زیور جہنم کی آگ میں تپا کر پہنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دردناک عذاب سے سب کی حفاظت فرمائے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اس لئے جس مسلمان مرد و عورت پر زکوٰۃ فرض ہو اس کو اپنے اموال زکوٰۃ کا صحیح صحیح حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورسز

لانڈھی (حافظ محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لانڈھی ٹاؤن ضلع ملیر کے زیر اہتمام مدارس کی سالانہ چھٹیوں میں طلباء و طالبات کے لئے تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورسز منعقد کیے گئے۔

پہلا کورس (برائے طالبات): مدرسہ ابی بن کعب قذافی ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس میں راقم الحروف، مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ کراچی)، مولانا مفتی محمد عادل غنی (مبلغ ضلع کورنگی)، حافظ کلیم اللہ نعمان، مولانا احسن رجا الحسینی، مفتی سمیع الحق (مدرس جامعہ تحفیظ القرآن)، مفتی محمد حسنین شاہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، عقیدۂ ختم نبوت قرآن حدیث کی روشنی میں، تحفظ ختم نبوت کی برکتیں، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان، حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام، فتنہ گوہر شاہی، فتنہ قادیانیت، فتنہ زید حامد، فتنہ جاوید احمد غامدی، جماعت المسلمین کے افکار و نظریات، قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کے عنوانات پر درس دیے۔ یہ کورس گزشتہ چار سالوں سے منعقد کیا جاتا ہے۔ کورس میں کثیر تعداد میں علاقے کی طالبات نے شرکت کی۔ مولانا عبدالحی مطمئن کے دعائیہ کلمات سے درس کا اختتام ہوا۔

دوسرا کورس: جامع مسجد عقیلی (ختم نبوت لائبریری) مانسہرہ کالونی میں منعقد ہوا۔ کورس میں مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ (مبلغ ضلع ملیر)، مولانا عبدالحی مطمئن (مبلغ کراچی)، مفتی عادل غنی (مبلغ ضلع کورنگی)، مفتی محمد حسنین شاہ، مولانا طارق نعمانی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، عظمت صحابہ و اہل بیت، ظہور امام مہدی، حیات عیسیٰ، جماعت المسلمین کے افکار و نظریات، فتنہ گوہر شاہی، فتنہ زید حامد، فتنہ قادیانیت کے عنوانات پر درس دیے۔ اس کورس میں علاقے کے علماء کرام، طلبا اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کورس کا اختتام حضرت مولانا حق نواز کے دعائیہ کلمات سے ہوا۔

تبصرہ کتب

بزمِ حسین (جلد سوم)

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، صفحات:۵۵۸، ناشر: مکتبہ ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ قلم کے بادشاہ تھے، وہ ایک صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ منجھے ہوئے قلم کار، سنجیدہ تبصرہ نویس اور عمدہ تذکرہ نگار بھی تھے، جب وہ لکھتے تو موتی رولتے تھے، معلوماتی، ادبی اور رواں تحریریں ان کے قلم کا امتیاز تھا، اُن کا قلم ان کے اِشارہ پر چلتا تھا، جس موضوع پر لکھنا چاہتے، قلم اُٹھاتے اور کچھ ہی دیر میں سیر حاصل مواد مطلوبہ موضوع کا اِحاطہ کرتا نظر آتا اور پھر جب وہ مواد ماہنامہ بینات اور ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع ہوتا تو اہلِ ذوق اس سے حظ اُٹھاتے اور مولانا رحمہ اللہ کے اگلے مضمون کا اِنتظار کرتے نظر آتے، یہ صلاحیت اللہ نے ان کو اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی روز و شب خدمت کے سبب عطا فرمائی تھی، پھر اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا کردہ صلاحیتوں کا حق یہ ہے کہ وہ صلاحیتیں مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے اور تبلیغ دین پر صرف ہوں، چناں چہ مولانا رحمہ اللہ کی صلاحیتیں بھی دینی کاموں پر خرچ وصرف ہوتی نظر آئیں، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جان بھی راہِ خدا میں پیش کردی! رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

”بزمِ حسین“ مولانا رحمہ اللہ کے قلم سے نکلے شخصی خاکوں، سوانحی تحریروں اور نیکو کاروں کے تذکروں پر مشتمل مجموعہ کا نام ہے۔ اس مجموعہ کی پہلی دو (۲) جلدیں آپؒ کی زندگی ہی میں شائع ہوچکی تھیں۔ اَب آپ کے علمی جانشین مولانا محمد اعجاز مصطفی زید مجدہٗ کی مساعی سے اس کتاب کی تیسری اور آخری جلد منظر پر آئی ہے۔

اس حسین بزم میں ہمیں علماء بھی نظر آتے ہیں اور صاحب دل صوفیاء بھی، مفتی و فقیہ بھی کھڑے نظر آتے ہیں اور اکابر و مشائخ بھی۔ خطباء اور قراء بھی دکھائی دیتے ہیں اور مفسرین و محدثین بھی، مصنفین بھی اپنی تصنیفات کے جلوے بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں اور مؤلفین بھی جلوہ افروز نظر آتے ہیں، نوجوان علماء کے تذکرے بھی پڑھنے کو ملتے ہیں اور بزرگ ومشائخ بھی اپنی طرف متوجہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، عزیز و اقارب کی محبتیں بھی نظر آتی ہیں اور متعلقین کی یادیں بھی، اساتذہ اور طلباء بھی دکھائی دیتے ہیں اور سیاسی قائدین اور مذہبی سربراہان بھی، غرض محققین، مرتبین، شہداء اور غازیین سب ہی اس بزم میں سجے اور جڑے دکھائی دیتے ہیں!

کتاب کے مطالعہ کے بعد اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ ہر طرح کا تذکرہ لکھنے پر عبور رکھتے تھے، مثلاً: وہ کسی شخصیت کا صرف سوانحی خاکہ لکھنا چاہتے ہیں تو اس کی پوری زندگی کا نقشہ چند صفحات میں پیش کردیتے ہیں (ملاحظہ ہو حضرت نفیس الحسینی رحمہ اللہ پر لکھا گیا دوسرا مضمون)، پھر بعض لوگوں کے سوانحی خاکہ کے ساتھ ان کی دینی خدمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تو بہت ہی خوب صورت اور دل آویز انداز میں اس کی صفات وخدمات لکھ ڈالتے ہیں کہ وہ شخصیت خیالات کی دُنیا میں سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اس کے لئے کتاب میں موجود حضرت مولانا مفتی عبد الستارؒ، حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتیؒ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ پر لکھے گئے مضامین دیکھے جاسکتے ہیں، بعض شخصیات ایسی بھی ہیں کہ جن پر لکھے مضمون میں مولانا رحمہ اللہ نے اپنے ساتھ بیتے لمحات کا تذکرہ اپنے منفرد ومخصوص انداز میں کیا ہے، مثلاً حضرت الحاج محمد حسینؒ، مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اور جناب الحاج جام محمد نوازؒ کے تذکرے!

بعض تذکرے اپنے اساتذہ کے، بعض اپنے رشتہ داروں کے اور بعض اپنے دوست احباب کے اہل تعلق کے بھی ہیں!

اس کے ساتھ ساتھ ایک چیز یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ جس شخصیت سے کوئی خاص تعلق رہا اور نہ ہی اس سے کوئی ملاقات ہوسکی اس پر مولانا رحمہ اللہ نے اِدھر اُدھر کی اخباری اور سطحی معلومات کی بنیاد پر کوئی مضمون لکھ کر اپنی تحریروں اور رشحاتِ قلم کو غیر مستند اور غیر معتمد ہونے سے ہمیشہ بچائے رکھا، دار العلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سیّد محمد انظر شاہ کشمیریؒ پر لکھا گیا شذرہ اس بات کا گواہ ہے کہ ابتدائی کچھ کلمات لکھ دینے کے بعد ماہ نامہ دار العلوم کے مدیر کا لکھا سوانحی خاکہ نقل کرنے پر اکتفا کیا!

الغرض! ”بزمِ حسین“ بھی علامہ سیّد سلیمان ندویؒ کی ”یادِ رفتگاں“، مولانا سیّد ابو الحسن علی ندویؒ کی ”پرانے چراغ“، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ”شخصیات وتاثرات“ ودیگر تاریخی وسوانحاتی کتب ہی کا ایک تسلسل ہے اور اپنے دور کی تاریخ وسوانح کا ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے، جس کے ذریعہ مستقبل کے مؤرخ کو تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملے گی، پڑھنے والوں کو اپنے بڑوں کے کارناموں کا علم ہوگا اور آنے والی نسل اپنے لئے راہِ عمل کا تعین دُرست سمت میں کرسکے گی!

تبصرہ نگار: مولانا سیّد محمد زین العابدین، کراچی

خبروں پر ایک نظر

کراچی میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی کے تبلیغی پروگرام

کراچی.... (رپورٹ: مولانا مفتی عادل غنی) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی پانچ روزہ دورہ پر کراچی تشریف لائے۔ یہاں پر مختلف دینی مدارس میں آپ کے تبلیغی و اصلاحی پروگرام منعقد ہوئے جن کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام: جامعہ اشرف المدارس کی انتظامیہ نے دورۂ حدیث اور تخصص کے طلبا کے لئے ۱۲ روزہ فرق باطلہ کورس ترتیب دیا، جس میں ملک بھر سے اس فن کے ماہرین علماء و مشائخ کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ جامعہ کے رئیس حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے تین روز تک ’’عقیدۂ حیات عیسیٰ اور ردعیسائیت‘‘ کے موضوع پر علما و طلبا کو لیکچر دیا اور تیاری کروائی۔ شرکاء کے سامنے اپنے علمی اور تجربات کا نچوڑ پیش کیا۔

دوسرا پروگرام: جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم کی خواہش پر مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے جامعہ کے تمام تخصصات اور ملکی و غیر ملکی طلبا کو تحفظ ختم نبوت کورس کرایا۔ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد و نظریات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز آپ نے عالم اسلام میں یہود و نصاریٰ کی سازشوں خصوصاً عیسائی مشنریز کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا۔ رئیس جامعہ مولانا مفتی محمد نعیم نے حضرت مفتی صاحب کی علمی اور جماعتی خدمات کی بہت تعریف کی اور دعاؤں سے نوازا۔

تیسرا پروگرام: ۶ر مئی بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے زیر اہتمام جامع مسجد امیر حمزہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ جامع مسجد کے امام و خطیب مولانا عبدالستار نے تلاوت کی۔ حمد و نعت کے بعد مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے اسلام کے بنیادی عقائد تفصیل سے بیان کئے۔ انہوں نے سامعین سے کہا کہ ہر مسلمان اپنا عقیدہ درست رکھے۔ عقائد ٹھیک ہوں اور سنت کے مطابق زندگی گزرے تو سو فیصد کامیابی ہے۔ اگر خدانخواستہ معاملہ اس کے برعکس ہو تو دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی مقدر بن جائے گی۔

چوتھا پروگرام: اسی طرح ۷ر مئی کو حلقہ اورنگی ٹاؤن کے زیر اہتمام جامع مسجد غوثیہ مدرسہ معاذ بن جبل سیکٹر ۱۱ اورنگی ٹاؤن میں بھی بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی جس کے آغاز میں امام و خطیب مولانا مفتی عبدالکبیر نے تلاوت کی، جبکہ راقم اور مولانا شعیب کمال نے نقابت کے فرائض انجام دیے۔ اس موقع پر مولانا مفتی راشد مدنی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر امت مسلمہ چودہ سو سال سے متفق چلی آرہی ہے۔ اس عقیدہ پر امت کا سب سے پہلا اجماع ہوا اور جھوٹے مدعیان نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ اس پروگرام میں مولانا احسن راجہ نے بھی بیان کیا۔ مقامی علما کرام اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

پانچواں پروگرام: عالمی مجلس تحفظ کے زیر اہتمام ۸ر مئی بعد نماز عشاء جامع مسجد گول مارکیٹ ناظم آباد میں درس ختم نبوت رکھا گیا، جس میں بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول، ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان اور رد عیسائیت پر بے شمار دلائل دیئے۔ سامعین نے بڑی توجہ سے بیان سنا اور خوب داد دی۔

چھٹا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذیلی دفتر جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن لانڈھی میں چھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس منعقد کیا گیا جس میں مختلف علماء کرام نے شرکا کورس کو لیکچر دیے۔ اختتامی تقریب میں مولانا مفتی راشد مدنی نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں اکابر علماء کرام کی سنہری خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور نوجوانوں کو تحفظ ناموس رسالت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے بھرپور کام کرنے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ تمام پروگراموں کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ ☆☆☆

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۳۸)

حافظ عبید اللہ

ایک اور جگہ یہ فتویٰ جاری کیا:

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا کوئی اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 148)

پہلی تحریر کے الفاظ تو کسی تشریح یا وضاحت کے محتاج نہیں، دوسری تحریر میں مرزا محمود نے ایک بڑی اہم بات کی ہے، وہ یہ کہ وہ تمام لوگ جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں تسلیم کرتے وہ اس لئے کافر ہیں کیونکہ وہ اللہ کے ایک نبی کے منکر ہیں، اب میں اپنے ان سادے اور بھولے مسلمان دوستوں سے عرض کرتا ہوں جن کا یہ کہنا ہے کہ ان کے بہت سے جاننے والے مرزائی ایسے ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے کہ وہ یہ بات کرنے والے اپنے قادیانی دوستوں سے پوچھیں کہ اللہ کے کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے یا نہیں؟ اگر کفر ہے تو پھر تم مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہو تو اس کا انکار کرنے والا کافر کیوں نہیں؟ اگر تو تمہارے نزدیک مرزا قادیانی واقعی نبی ہے تو پھر اس کا انکار ضرور کفر ہوگا، لہٰذا تمہارا صرف مرزا کو نبی ماننا ہی ان تمام مسلمانوں کو کافر کہنا ہے جو مرزا کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تمہارا عقیدہ تمہاری زبان کا ساتھ نہیں دیتا۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مرزا محمود نے یہ بیان دیا:

”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی (یعنی غیر قادیانی۔ ناقل) تو حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے، پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا، اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 150)

آپ نے دیکھا کہ غیر قادیانیوں کو کیسے ہندوؤں اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں کے ساتھ ملایا جارہا ہے۔

پھر ایک جگہ اپنا عقیدہ یوں بیان کیا:

”اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی اور جعلی مسیح مرزا قادیانی۔ ناقل) پر ہوئی ہے اس لئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔“ (آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 112)

یعنی ان سب مسلمانوں کو کافر کہا جارہا ہے جو مرزا کی وحی پر ایمان نہیں لاتے۔

مرزا قادیانی کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد کے بیانات:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا، اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ ناقل) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، جلد 14 نمبر 3، 4، مارچ اپریل 1915، صفحہ 110)

”اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مومن ہونے کا معیار مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) پر ایمان لانے کو رکھا ہے جو مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ ناقل) کا انکار کرتا ہے اس کا پہلا ایمان بھی قائم نہیں۔“ (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 142)

پہلی تحریر میں صاف طور پر مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے پر پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور دوسری تحریر میں یہ کہا گیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، اگر اس نے مرزا پر ایمان نہیں لایا تو اس کا پہلا ایمان بھی جاتا رہا۔

پھر ایک جگہ یہ لکھا:

”...... حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ ناقل) نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا۔“ (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 143)

الذین کفروا کا ترجمہ ہے جنہوں نے کفر کیا، اور مرزا بشیر احمد کے بقول مرزا قادیانی نے اس کا

مصداق ان تمام مسلمانوں کو قرار دیا جو مرزائی اور قادیانی نہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق مرزائی مذہب میں حرام قرار دیا گیا

مرزا بشیر احمد ایک جگہ لکھتا ہے:

’’ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کولڑکیاں دینا حرام کیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ ملکر کرسکتے ہیں، دو قسم کے تعلق ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیے گئے۔‘‘(کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل 1915ء، صفحہ 169)

پھر اگلے صفحہ پر نتیجہ نکالتے ہوئے یوں لکھا:

’’غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود (نقلی وجعلی۔ناقل) نے غیروں سے الگ کیا ہے، اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے روکا نہ گیا ہو۔‘‘ (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915ء، صفحہ 170)

جب مرزائی مذہب میں مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا دینی یا دنیوی تعلق رکھنا حرام قرار دیا گیا تو اس کے جواب میں اگر کوئی مسلمان غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے مرزائیوں کے ساتھ تعلقات نہیں رکھنا چاہتا تو اسے الزام دینے کا قادیانیوں کو کیا حق ہے؟

مرزا قادیانی کے مرید مولوی غلام رسول راجیکے کا فتویٰ

’’غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر حملہ اور صحابہ کی حیثیت کو ملیامیٹ کرنا ہے۔‘‘

اور تھوڑا آگے لکھا: ’’مسیح موعود (یعنی مرزائی عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی۔ ناقل) کے منکروں کو بھی مسلمان ہی سمجھنا اور مسیح موعود کی جماعت کی طرح ان کو بھی دائرہ اسلام میں داخل سمجھنا گویا آنحضرت کے منکروں کو اسلام میں شریک سمجھنا ہے۔‘‘(الفضل قادیان، جلد 3، نمبر 10، مورخہ 15 جولائی 1915ء، صفحہ 7)

یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں اور مریدوں کے یہ تمام بیانات اور فتوے 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی ترمیم منظور ہونے سے کئی دہائیاں پہلے کے ہیں، یعنی مرزائی مذہب تو اس سے کہیں پہلے مرزا قادیانی کے دعووں کو نہ ماننے والوں پر کافر، دائرہ اسلام سے خارج، خنزیر، عیسائی، مشرک، یہودی اور بازاری عورتوں کی اولاد جیسے فتوے لگا چکا تھا، لہذا آج قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم تو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے سراسر ایک دھوکہ ہے، مندرجہ بالا حوالے آج بھی ان کے لٹریچر میں موجود ہیں جو ان کی آفیشل ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

کیا مرزا قادیانی ’’غیر قادیانیوں‘‘ کو مسلمان سمجھتا تھا؟

ایک مرزائی دھوکہ اور اس کا جواب

محترم قارئین! آپ نے مرزا کے دعووں کو نہ ماننے والوں اور اس کی تصدیق نہ کرنے والوں کے بارے میں مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے فتوے ملاحظہ فرمائے، آج قادیانیوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے حضرت جی (یعنی مرزا قادیانی) نے اپنی آخری عمر میں ایسے بیانات دیے تھے کہ ’’ہم صرف انہیں کافر کہتے ہیں جو ہمیں کافر کہے، اس کے علاوہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے‘‘ نیز انہوں نے اپنی بعض آخری کتابوں میں اپنے منکروں کے لئے ’’مسلمان‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے (ملفوظات، جلد 5، صفحات 635، 636 وغیرہ) لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے منکروں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے۔

دوستو! کہتے ہیں ’’گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے‘‘ اس قادیانی دھوکے کا جواب بھی خود مرزا کے بیٹے اور قادیانیوں کے نزدیک ’’قمر الانبیاء‘‘ مرزا بشیر احمد نے دیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ ’’مرزا کی اس رائے کو اللہ نے اپنے الہام سے بدل دیا تھا‘‘، چنانچہ اپنے باپ مرزا قادیانی کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کو لکھے گئے ایک خط کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

’’حضرت مسیح موعود کی اس تحریر سے بہت سے باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خان کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے......الخ۔‘‘ (کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، مارچ اپریل 1915ء، صفحہ 125)

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمّٰی ہوگئی ہے مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہوجاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہوجانے کی وجہ سے اب وہ سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) کو بھی بعض وقت اس کا خیال آیا ہے کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیے ہیں کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔" (کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلجنز، مارچ اپریل 1915، صفحہ 126)

پھر اگلے ہی صفحہ پر نتیجہ نکالتے ہوئے یہ فیصلہ دیتا ہے کہ:

"پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔" (کلمۃ الفصل صفحہ 127)

لہٰذا مرزا قادیانی کے اپنے بیٹے اور قادیانیوں کے اس "قمر الانبیاء" کی تشریح کے بعد ہمیں اس بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

کیا قادیانی مذہب کے پیروکار امت اسلامیہ کا حصہ ہیں؟

جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو غ[یر] مسلم قرار دیا، نیز عالم اسلام نے بھی متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تو قادیانیوں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ "[نبی] کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت 73 گروہوں میں تقسیم ہوگی اور ان میں سے ایک گروہ کے سوا باقی سب آگ میں جائیں گے۔ (ترمذی وغیرہ)، تو پاکستان کی تمام جماعتوں اور مکاتب فکر نے متفقہ طور پر ہمیں (یعنی مرزائیوں کو) غیر مسلم قرار دیا ہے، لہٰذا اس حدیث کی رو سے ہم ہی وہ تہتراں گروہ یا فرقہ ہیں جو جنتی ہے اور ہمیں غیر مسلم قرار دینے والے جہنمی ہیں۔"

(جاری ہے)

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب بہی، آب لیموں، شہد خالص، بہمن سفید، عود ہندی
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، مغز تربوز
گل گاؤزبان، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ
فیصل FOODS شار بلڈنگ ڈی گراؤنڈ سپلائز کالونی فیصل آباد

مکمل علاج، مکمل خوراک
اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 800 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
133 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
زعفران، جائفل، ناگرموتھ، مغز بندق، آرو خرما، جوہر آہن
مصطگی، جلوتری، بج، مغز بنولہ، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دارچینی، اکر، الائچی خورد، تخم کاکنج، تخم فلواڑ
ورق طلاء، لونگ، مائیں، الائچی کلاں، تخم خشخاش
ورق نقرہ، گوند کیکر، جڑ موسلی، تریجبین، ہالچھڑ
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کونڈی، بہمن سفید، گوند کتیرہ
33 اجزاء
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.